ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۶ اپریل ۱۹۵۶

یادِ رفتگان
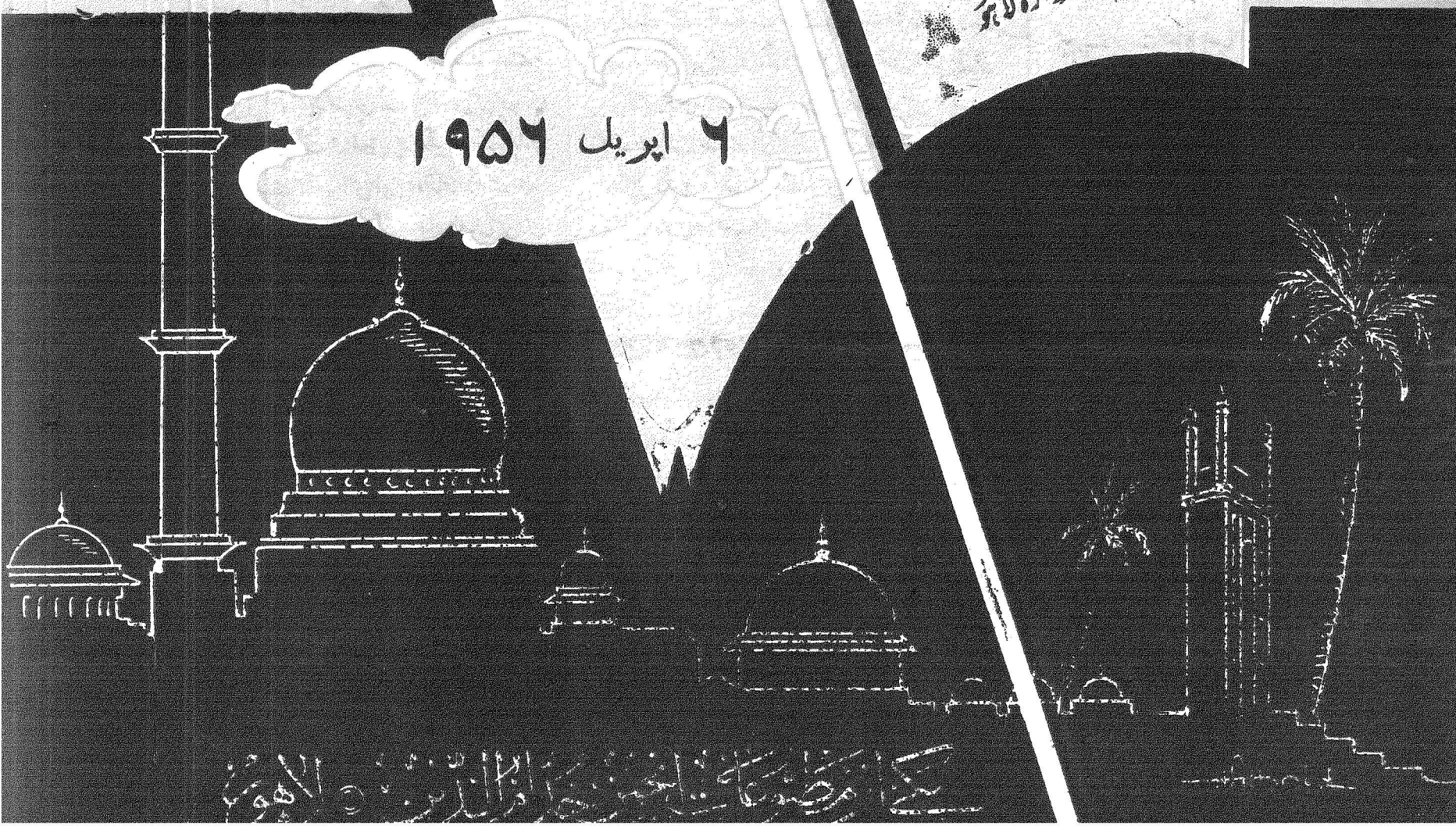
الحاج مولینا مولوی فیروز الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے خود نوشت سوانح حیات

(۴)

مُرسلہ خان عبدالحمید خان آف فیروز سنز لاہور

سچّا معمار:- میاں سچا معمار کی سچائی کی ابتدا یوں بیان کی جاتی ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانے میں کرنل اوی طویلہ نے جو مہاراجہ کی فوج کا فرانسیسی سردار تھا۔ اپنے لئے ایک کوٹھی بنوائی۔ میاں سچّا ایک کامل فن معمار تھے۔ اس لیے کسی نے آپ کا نام کرنل صاحب کے پیش کر دیا۔ چنانچہ اس نے انھیں بلا کر کوٹھی کا نقشہ سمجھا دیا اور کہا۔ کہ اس کا تخمینہ بتا دیجئے میاں سچّا نے جو رقم بتائی کرنل صاحب نے اس کے مطابق روپیہ لا کر ان کے سپرد کر دیا۔ کہ اب آپ جانیں اور آپ کا کام میاں سچّا نے کام شروع کر دیا۔ جب کوٹھی مکمل ہو گئی۔ تو تخمینہ کی رقم سے تقریباً پانچ سو روپے بچ گئے۔ چونکہ نگرانی کے لیے کوئی علیحدہ معاوضہ مقرر نہ تھا اور آپ بھی دوسرے معماروں کے ساتھ سات آٹھ آنے روز پر اینٹیں لگایا کرتے تھے۔ اس لیے آپ نے وہ روپیہ واپس کرنل صاحب کو لوٹا دیا۔ کرنل صاحب یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ "یہ روپیہ آپ کا حق ہے"۔ آپ جوش میں آ گئے۔ اور کہا۔ "میرا حق نہیں۔ اگر روپیہ گھٹ جاتا تو آپ کو دینا پڑتا۔ اب بچ گیا ہے تو آپ کو لینا پڑے گا" یہ کہہ کر آپ نے وہ روپیہ کرنل صاحب کی میز پر پٹک دیا اور واپس چلنے کو تھے کہ اس نے کہا "ذرا ٹھیریئے۔ اور اندر سے طلائی کڑوں کی جوڑی لا کر ان کے ہاتھوں میں پہنا دی اور ایک دوشالہ ان کے کندھوں پر رکھ دیا۔ کہ "یہ ہماری طرف سے انعام ہے"۔ آپ اسی طرح دوشالہ اوڑھے اور کڑے پہنے مسجد وزیر خاں میں آ گئے۔ جہاں میاں حسن دین مجاور حضرت میراں بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میاں حسن دین ایک خوبصورت جوان تھے۔ اُنھوں نے کہا "میاں صاحب یہ کڑے آپ کو زیب نہیں دیتے۔ یہ تو میرے جیسے جوان کو ہی سجتے ہیں"۔ آپ نے کڑے اُتار کر اُنھیں پہنا دیئے اور کہنے لگے "یہ دوشالہ بھی اوڑھ کر دیکھو"۔ اُنھوں نے کڑے پہن کر دوشالہ اوڑھا تو کہا "بے شک یہ دونو چیزیں تم کو سجتی ہیں۔ اب یہ تم ہی لے لو"۔ اور خود جیسے گئے تھے ویسے ہی خالی ہاتھ گھر واپس لوٹے۔

سائیں دھیان شاہ:- یہ بزرگ موضع نواں کوٹ (لاہور) کے باہر ایک احاطے میں رہا کرتے تھے۔ اکثر عورتیں اور مرد ان کے پاس آتے جاتے تھے۔ عموماً خاموش رہتے۔ مجذوب تھے۔ جب کوئی سائل ان کے پاس جاتا یہ اوپر آسمان کی طرف منہ کر کے کہتے۔ "آسمانی چڑیا! آ جا"۔ پھر سائل کی طرف دیکھتے اور جو سوال وہ لاتا اُس کا اشارہ فرما دیتے۔ نذر و نیاز سے جب کچھ روپیہ جمع ہو جاتا تو کوئی نہ کوئی چور ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر روپیہ اڑا لے جاتا۔ میں بھی ان سے دو تین دفعہ ملا ہوں۔ ان کے ملنے والوں میں مولانا محمد حسین صاحب آزاد کا نام خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ جو کالج سے فارغ ہو کر سیدھے ان کے پاس چلے جاتے اور دیر تک بیٹھے رہتے۔ ریٹائر ہونے کے بعد پروفیسر آزاد کو ان کی صحبت میں بیٹھنے کا زیادہ موقعہ ملنے لگا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود پروفیسر آزاد بھی مجذوب ہو گئے۔ قُدسی نے خوب کہا ہے ؎

شد ہر کہ گاہے ہمدم بے خانماں شد ہمچو من
باہر کہ بنشستم نشد چوں خویش مجنوں کردمش

مولوی عبداللہ مجذوب:- مولوی صاحب لاہور کے رہنے والے اور اچھے ذی علم آدمی تھے۔ مگر خدا جانے کیا ہوا۔ کہ مجذوب ہو گئے۔ اکثر ایک میلی کچیلی سی چادر میں رہا کرتے تھے۔ سب کے سامنے پیشاب و پاخانہ کر دیتے اور اگر کوئی کچھ پیش کرتا تو اس میں سے تھوڑا سا چکھ کر باقی زمین پر پھینک دیتے۔ ان کی خدمت میں ایک زمیندار رہا کرتا تھا، جو ان کا بڑا معتقد تھا۔ وہ بچا کھچا کھانا اور پھل وغیرہ اکٹھا کر کے اُسی سے شکم پُری کر لیا کرتا۔ مولوی صاحب ایک دفعہ بازار میں جا رہے تھے۔ اور ہاتھ اس طرح اُٹھایا ہُوا تھا۔ جیسے کوئی خیرات لینے کو اُٹھاتا ہے۔ میں نے کچھ نقدی ان کے ہاتھ پر رکھ دی۔ منٹ دو منٹ تو میرے چہرے کی طرف دیکھتے رہے اور کہا "اب کے دے دیا ہے پھر نہ دینا"۔ میں ان کی خدمت میں بھی دو تین مرتبہ حاضر ہُوا۔ اور میں نے دیکھا کہ جو سوال میرے دل میں ہوتا۔ وہ بغیر پوچھے اس کا جواب دے دیتے تھے۔

گجرات کے بزرگ:- قاضی غلام محمد خوشنویس نے ایک دفعہ بیان کیا۔ کہ انھوں نے بھی گجرات کے پاس ایک شخص کو دیکھا جو شکل و صورت سے پٹھان معلوم ہوتا تھا اور اچھا مکلّف بستر رکھتا تھا۔ قاضی صاحب کا بیان ہے۔ کہ میرا ایک مقدمہ بگڑ گیا۔ اور میں اس کی اپیل کی تیاری میں تھا۔ اس اثنا میں ایک دن ان کے پاس چلا گیا۔ اُنھوں نے مجھے گالیاں دے کر نکال دیا۔ مگر اتنا کہہ دیا کہ ایک، تین، بارہ، بہرکیف میں نے اپیل دائر کر دی۔ اور مسل خوان نے جو میرے پُرانے آشنا تھے۔ پہلے ہی دن اپیل لے کر کاغذات طلب کیے اور تیسرے دن مثل آنے پر جج صاحب نے بارہ دن کی تاریخ دے دی۔ میں حاضر ہُوا تو فریق مخالف کی طرف سے دو وکیل موجود تھے۔ میرا کوئی وکیل نہ تھا۔ میں جنگلے سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ کہ مجھ پر غنودگی سی طاری ہو گئی۔ میں نے دیکھا کہ وہی پٹھان جج صاحب کے سر پر ڈنڈا لیے کھڑے ہیں اور گالیاں دے رہے ہیں۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ جج صاحب فریق ثانی سے اُسی غصّے کے ساتھ فرما رہے ہیں "جاؤ نکل جاؤ تم جھوٹے ہو"۔ اس کے بعد اُنھوں نے میرے حق میں فیصلہ کر دیا۔

کراماتِ اولیاء:- میرے نزدیک یہ کوئی عجیب باتیں نہیں۔ کیونکہ جن لوگوں کو باطن کی صفائی حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ آنے والے واقعات کو ہماری نسبت پہلے دیکھ لیتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت غوث الاعظم نے اپنے قصیدے میں لکھا ہے کہ دُنیا جہاں پر جو سال و ماہ آتے ہیں۔ وہ پہلے میرے پاس آتے ہیں۔ سال و ماہ کوئی جسمانی شے تو ہے نہیں۔ اس کے معنی یہی ہیں کہ ان سال و ماہ میں جو واقعات رونما ہونے والے ہوتے ہیں۔ وہ مجھے صاف طور پر دکھائی دیتے ہیں۔

ہمارے مُلک میں یہ باتیں آجتک افسانہ سمجھی جاتی ہیں۔ اور ان کا کہنے والا بے وقوف۔ کیونکہ ہماری موجودہ نسل روحانیت اور اللہ کے نام سے آگاہ نہیں۔ اِنّا للہِ واِنّا الیہ راجعون۔

میرے بڑے بھائی صاحب:- میرے بڑے بھائی مولوی فتح الدین صاحب جو انتقال فرما چکے ہیں۔ میرے ساتھ نہایت مشفقانہ سلوک کیا کرتے تھے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ انسپکٹر ڈاک خانہ جات مقرر ہوئے۔ لیکن اس میں یہ دقت تھی۔ کہ اکثر اوقات دورے میں رہنا پڑتا تھا۔ اس لیے جلدی اُکتا گئے اور استعفیٰ دے دیا۔ پھر کچھ عرصہ اخبار "کوہ نور" میں بھی کام کیا اور اس کے بعد مرحوم سر سکندر حیات خاں کے والد سردار محمد حیات کے سررشتہ دار مقرر ہو گئے۔ جو اُن دنوں لاہور میں سیشن جج تھے۔ لیکن یہ ملازمت بھی زیادہ دیر تک انھیں راس نہ آئی اور ملازمت سے استعفےٰ دے دیا۔ اور اپنا ایک اخبار "اخباروں کا قبلہ گاہ" جاری کر لیا۔ (باقی باقی)

راسخ اگر ہو عزم تو بڑھتے ہیں خود قدم
ہاں پست ہمتوں کے لئے رہگذر نہیں

ہفت روزہ
خُدّامُ الدّین لاہور

جلد (۱) | یوم جمعہ ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۷۵ھ مطابق ۶ر اپریل ۱۹۵۶ء | شمارہ ۴۷

بدزبانی اور بددیانتی

اگست ۱۹۵۳ء میں ہند و پاکستان کے وزرائے عظام میں معاہدہ ہوا تھا کہ کشمیر کا فیصلہ ریاستی عوام کے استصواب رائے ہی سے ہو سکتا ہے۔ اس سے قبل وزیر اعظم بھارت اقوام متحدہ میں بھی اقرار کر آئے تھے کہ ہندوستان کشمیری باشندوں کو اپنی رائے کے اظہار کا موقع دے گا۔ اگست ۱۹۵۳ء والے معاہدہ میں یہ بھی فیصلہ ہوا تھا کہ مناسب اقدامات کے بعد اپریل ۱۹۵۴ء میں رائے شماری کرائی جائے گی۔ پھر جب مقبوضہ کشمیر کی نام نہاد اسمبلی کے مضحکہ خیز فیصلوں کی طرف بھارتی وزیر اعظم کو توجہ دلائی گئی تو انہوں نے یہی کہا کہ بھارت خود کو ان فیصلوں کا پابند خیال نہیں کرتا۔

لیکن چونکہ روز اول ہی سے بھارتی وزیر اعظم کی نیت میں فتور تھا۔ لہٰذا وہ اس بات میں کوشاں رہے کہ کوئی بہانہ ہاتھ آئے اور وہ اپنے سابقہ بیانات سے منحرف ہو جائیں۔ سب سے پہلے انہوں نے امریکی امداد کی پناہ لی اور کہا کہ نئے سرے سے کشمیری عوام کے وطن کا فیصلہ ہونا چاہیئے۔ پھر انہوں نے نہری پانی بند کر کے پاکستان کو متزلزل کرنا چاہا۔ حال ہی میں سیٹو کانفرنس میں کشمیر کے متعلق بحث پر انہوں نے لے دے کی۔ اس تمام عرصہ میں اگرچہ وہ مبہم الفاظ میں اپنی وعدہ خلافی کا اظہار کرتے رہے لیکن واضح طور پر مافی الضمیر بیان کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اُن کا خیال تھا کہ پاکستان کوئی بے اصولی کرے تو وہ جھٹ اپنے بیان سے مکر جائیں۔ لیکن پاکستان جسے کشمیری عوام سے حقیقی اور قومی ہمدردی ہے۔ ایسے اوچھے ہتھیاروں سے کام نے کر اس مسئلہ کو اور الجھانا نہ چاہتا تھا۔ اور ثابت قدمی اور استقلال کا مظاہرہ کر رہا تھا تو پاکستانی سرحدات پر حملے شروع ہو گئے۔ تاکہ امریکی اسلحہ کے "ناجائز استعمال" کا یہ بہانہ مل جائے اور "استصواب رائے پر رضامندی" کا پھندا ان کے گلے سے نکل جائے۔ مگر ان کا یہ تیر بھی خالی گیا۔ اب ایشیائی قیادت کے خواب دیکھنے والے "امن کے دیوتا اور بزعم خود "دنیا کے عظیم سیاست دان" بدزبانی اور بددیانتی پر اتر آئے اور بالآخر وہ بات منہ سے نکال ہی دی۔ یعنی ہندوستان کشمیر میں استصواب رائے نہیں کرانا چاہتا اور ایسی جرأت نصیب ہونے پر (جو شاید دوبارہ نصیب ہی نہ ہو) انہوں نے اسی سانس میں دوسری بات بھی کہہ دی کہ ہندوستان حملہ آوروں کو کشمیر سے نکالنا بھی چاہتا ہے۔

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں آپ نے بے اصولی سیاست! خدا جانے بھارتی وزیر اعظم کس کو دھوکا دے رہے ہیں۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ وہ حد درجہ کے بے اصول و بے زبان ہیں۔ دنیا میں کوئی قضیہ ہو تو یہ صاحب کہیں گے کہ تھبی استصواب رائے کروالو! ثالثی فیصلہ کروالو۔ اقوام متحدہ سے رجوع کرو۔ ایشیائی ممالک کی کانفرنس بلا لو۔ آپس میں سمجھوتہ کر لو۔ وغیرہ وغیرہ۔ یا پھر وہ جنگ کے دشمن ہیں۔ حملہ آور کے دشمن ہیں۔ نو آبادیاتی نظام کے دشمن ہیں۔ سامراجیت کے دشمن ہیں زبردستی حاکمیت کے دشمن ہیں۔ لیکن خود ......! خدا پناہ دے ایسی بےعملی سے۔ کشمیر میں نہ استصواب رائے مانتے ہیں نہ ثالثی۔ کیونکہ انھیں یقین ہے کہ دونوں صورتوں میں فیصلہ ان کے خلاف ہوگا۔ اقوام متحدہ کشمیر کے بارے میں فیصلے وہ پہلے ہی طاق نسیاں کر چکے ہیں۔ بنڈونگ کانفرنس کی کارروائیوں سے بھی منحرف ہو چکے ہیں۔ دوسری جانب اپنی غرض کے لیے مقبوضہ کشمیر سے آزاد کشمیر فوج پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ کشمیر کو نو آبادی سمجھ رکھا ہے۔ پرتگالی کے علاقے زبردستی ہتھیانے چاہتے ہیں۔ اور سنیئے —— حیدر آباد کو اس لئے ہڑپ کر لیا کہ ریاستی عوام کی اکثریت ہندو تھی۔ کشمیر کو یوں وراثت سمجھتے ہیں۔ کہ ڈوگرا رشتہ دار ہے۔ جونا گڈھ اس لئے ہڑپ کر لیا کہ اس کا پاکستان سے الحاق اُن کے خیال میں جائز نہ تھا۔

معزز قارئین! وزیر اعظم بھارت اپنے علاوہ کسی کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ اُن کے دست راست بھی اس شاطرانہ سیاست پر انگشت بدنداں ہوں گے) کشمیر کے متعلق فیصلوں سے تمام دُنیا واقف ہے۔ لیکن ایک بات ضرور ہے کہ وہ لوگ جو ان کے متعلق خوش فہمی میں تھے ان کی سمجھ میں آ چکا ہے کہ ان کی کبھی بھی نیت نیک نہیں تھی۔ اگر اب تک وہ کھل کر سامنے نہیں آتے تھے تو اس کی دو ہی وجوہات ہیں یا تو وہ بے اصولی کا دوش پاکستان پر رکھنا چاہتے تھے یا شاید اُن میں اخلاق و اُصول کی کوئی رمق باقی ہو۔ بہر حال اب ان کا بیان ہمارے سامنے موجود ہے اور اس پر خاطر جمعی سے غور و خوض کر سکتے ہیں۔ وزیر اعظم پاکستان

(باقی صـ ۱۸ پر)

اسماء اللہ الحسنیٰ

از محمد مقبول عالم صاحب بی۔ اے لاہور

اس واجب الوجود، اقدس و اکمل ذات کا ذاتی نام "اللہ" ہے اور باقی تمام صفاتی نام ہیں۔ جو اس کی صفات کو بیان کرتے ہیں۔ مگر ان صفاتی ناموں کا مفہوم وہ نہیں ہے۔ جو انسانی صفات کا ہوتا ہے۔ مثلاً وہ سمیع یعنی سننے والا اور بصیر یعنی دیکھنے والا اور خالق یعنی بنانے والا ہے مگر اس کا سننا اور دیکھنا اور بنانا انسان کی طرح نہیں۔ کیونکہ انسان تو مادے اور اسباب کا محتاج ہے اور وہ محتاج نہیں ہے۔ اسی طرح محبت، رحم، رضا اور ناراضگی کی صفات ہیں۔ انسان ان کے اظہار کے لئے اسباب اور وسائل کا محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ محتاج نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات ادراک انسانی سے بالا ہے اور اس کی مثل بھی کوئی نہیں

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ (۶ : ۱۰۴)

ترجمہ۔ نظر انسانی اس کا احاطہ نہیں کر سکتی اور وہ نظر انسانی کا احاطہ کر سکتا ہے اور وہ خفیہ رازوں سے واقف اور خبردار ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (۴۲ : ۱۱)

ترجمہ۔ اس کی مانند کوئی چیز نہیں ہے

اسمائے صفات میں سے مندرجہ ذیل چار اسماء ممتاز حیثیت رکھتے ہیں:

۱۔ **رب**: تمام اشیاء کو درجہ بدرجہ کمال تک پہنچانے والا۔
۲۔ **رحمان**:۔ کمال تک پہنچانے کے لئے اپنی رحمت عامہ سے سب کو ضروری اسباب مہیا فرمانے والا۔
۳۔ **رحیم**:۔ اسباب سے فائدہ اٹھانے والے کو اپنی رحمت خاصہ سے نتائج حسنہ عطا فرمانے والا
۴۔ **مالک جزا و سزا**:۔ جزائے خیر دینے یا سزا دینے کے کل اختیارات کا واحد مالک ان سب کی اصل "ربوبیت" ہے۔ یعنی اپنی رحمت عمومی سے اسباب مہیا فرما کر اور اسباب سے فائدہ اٹھانے والے کو اپنی رحمت خصوصی سے نتائج حسنہ دے کر اور فائدہ نہ اٹھانے والے کو سرزنش کر کے کمال تک پہنچانا۔ یہی قرآن کریم کا مقصد ہے۔ اسی لئے ان چار صفات کو اسی ترتیب سے ابتداء میں ذکر کیا گیا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ ۝ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ (۱ : ۱-۴)

ترجمہ۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بڑا مہربان، نہایت رحم والا، جزا کے دن کا مالک ط

یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کے رحم و محبت کی صفات کو وہ ممتاز حیثیت دیتا ہے کہ کوئی دوسری الہامی کتاب اس کی برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ بطور مثال چند آیات پیش کی جاتی ہیں:۔

۱۔ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (۶ : ۱۲)

اس نے اپنے اوپر رحم لازم کر لیا ہے

۲۔ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (۶ : ۵۴)

ترجمہ۔ تمہارے رب نے اپنے ذمہ رحمت لازم کی ہے

۳۔ رَبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ (۶ : ۱۴۷)

ترجمہ۔ تمہارا رب بہت وسیع رحمت والا ہے

۴۔ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (۷ : ۱۵۶)

ترجمہ۔ اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے

۵۔ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ط (۳۹ : ۵۳)

ترجمہ۔ کہدو اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ بے شک اللہ سب گناہ بخش دے گا۔ بے شک وہ بخشنے والا رحم والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے باقی تمام صفاتی نام انہی چار ممتاز ناموں ہی کی کسی نہ کسی رنگ میں ترجمانی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کل صفاتی نام ننانوے ہیں۔ انہیں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے ترمذی نے نقل کیا ہے۔ ان میں سے بعض نام تو قرآن کریم میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اور بعض اللہ تعالیٰ کے افعال سے جن کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے استنباط کئے گئے ہیں۔ قرآن کریم ان صفاتی ناموں کا ذکر یوں کرتا ہے:۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا (۷ : ۱۸۰)

ترجمہ۔ اور سب اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں۔ سو اسے انہی ناموں سے پکارو۔

ان ناموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ زبانی ذکر کے ساتھ کمال انسانی حاصل کرنے کے لئے ان اسماء کا رنگ اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش بھی کی جائے

ان اسماء کے بیان کرنے میں ایک حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کسی غلط صفت کو منسوب کرنے سے انسان بچ جائے۔ کیونکہ اس طرح غلط عقاید اور الحاد کے پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ اسی لئے آیت مندرجہ بالا کے ساتھ ملحدین کا ذکر کیا گیا ہے

وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَاۗىِٕهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۷ : ۱۸۰)

ترجمہ۔ اور جو اللہ کے ناموں میں کجروی اختیار کرتے ہیں وہ اپنے کئے کی سزا پا کر رہیں گے۔

الحاد کی چار صورتیں ہیں:۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی صفات کو منسوب کرنا جو اس کی شان و تقدیس کے خلاف ہوں۔
۲۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ایسے رنگ میں بیان کرنا۔ جو اس کی شان و تقدیس کے خلاف ہو۔
۳۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے ناموں اور صفتوں سے پکارنا جن کا مفہوم ہی واضح نہ ہو۔
۴۔ اللہ تعالیٰ کی صفات دوسروں کے لئے استعمال کرنا۔

یہی ایک ایسا نازک مقام ہے جہاں انسان پھسلتا رہا ہے اور انبیاء علیہم السلام کی لائی ہوئی تعلیم کو بدل کر اور کتاب اللہ میں اپنے مطالب داخل کر کے تحریف کرتا رہا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بالآخر قرآن حکیم جیسی کتاب خاتم النبیین احمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی تاکہ وہ اس بارے میں جملہ فروگذاشتوں اور علمی غلطیوں کو کھول کھول کر بیان کرے اور انسانیت شرک و الحاد کے ظلم عظیم سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت سے روشناس ہو۔ ان ننانوے اسماء الٰہی کا مقصد وحید یہی ہے۔ کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت کرا دی جائے اور ان صفات کو حسب استعداد اپنے اندر پیدا کر کے وہ کمال کو حاصل کرے۔ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین وہ مقدس ہستیاں ہیں۔ جو حسب مراتب کمال کو پہنچی ہوئی ہیں۔ انبیاء کو یہ مقام بطور موہبت دیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہی وہ معلمین اول کا پاک گروہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانیت کی اصلاح کے لئے مامور کیا جاتا ہے۔ صدیقین شہداء اور صالحین ان کی متابعت سے اپنی اپنی استعداد کے مطابق اپنے اپنے مقام کو حاصل کرتے ہیں تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ یعنی اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو، کا یہی مطلب ہے اور اسی مقام کو وصال حق بھی کہتے ہیں۔

اس مقام کو حاصل کرنے کی تدبیر یہی ہے کہ اللہ والوں کی صحبت اختیار کی جائے اور ذکر اللہ بکثرت کیا جائے۔ پھر جس صفت الٰہی کے مظہر بننے کی کسی میں زیادہ استعداد ہو گی۔ وہ اسی صفت کا خاص طور پر مظہر بن جائے گا۔ اور اس کے وجود سے اسی صفت کے چمکارے نکلتے نظر آئیں گے۔ ایک عالم علم دین پڑھاتا ہے اور محض حسبۃً للہ دین کی خدمت کرتا ہے تو وہ صفت علیم کا مظہر بنتا ہے۔ ایک صوفی لوگوں کی ہدایت کا موجب بنتا ہے تو صفت ہادی کا مظہر بنتا ہے ایک امیر سائلین کو کھانا کھلاتا ہے تو وہ صفت رزاق کا مظہر بنتا ہے علیٰ ہذا القیاس۔

جب انسان صفات الٰہیہ کا نور اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے تو وہ اپنی مکمل کی بلندی پر پہنچ جاتا ہے یہی انسان کا معراج ہے قرآن حکیم انسان کو وہ تدبیر سمجھاتا ہے جس سے یہ نور پیدا ہو جائے خوش قسمت انسان جو تعلیم قرآن کو اپنی زندگی کا حال بناتے ہیں اور کمال حاصل کر کے جنت الفردوس کے وارث بنتے ہیں۔ اللّٰھم اجعلنا منھم آمین

انسانیت کے درد کو انساں سے پوچھیے
ایمان کی قدر صاحب ایماں سے پوچھیے

از جناب ایف-ڈی گوہر ڈپٹی چیف اکاؤنٹس آفیسر ریلوے

اے مسلماں! تو کبھی اس خواب سے بیدار تھا راہِ ملت میں سراپا پیکرِ ایثار تھا
صاحبِ احساس تھا غیور تھا خوددار تھا ہاتھ میں تلوار تھی آمادۂ پیکار تھا

۱
تو نے کعبے کو بسایا بتکدوں کو توڑ کر
بجلیاں بنکر گرا خاشاکِ غیر اللہ پر

تو جہاں میں عندلیبِ زمزمہ پرداز تھا گلشنِ ایجاد کے ہر گل پہ نغمہ ساز تھا
تجھ کو اپنی آسماں پروازیوں پر ناز تھا تیری ہستی میں علوِ جاہ کا انداز تھا

۲
موت لاتی تھی پیامِ زندگی تیرے لئے
زینۂ معراج تھی افتادگی تیرے لئے

آج تیرے گلستاں کی ہے ہوا بگڑی ہوئی تیرے پھولوں سے ہے خوشبوئے وفا بگڑی ہوئی
عندلیبانِ چمن کی ہے نوا بگڑی ہوئی اہلِ گلشن سے ہے ہر موجِ صبا بگڑی ہوئی

۳
تیرا گلشن ہے مگر تیرے لئے ویرانہ ہے
ہر روشِ زیرِ نگیں سبزۂ بیگانہ ہے

شر پہ آمادہ ہوا ہندوستاں تیرے لئے مضطرب ہیں آسماں پر بجلیاں تیرے لئے
تنگ ہے پھر عرصۂ کون و مکاں تیرے لئے ہو رہا ہے انقلابِ آسماں تیرے لئے

۴
ملتِ بیضا کا تجھ کو پاس کیوں ہوتا نہیں
ذلتِ اسلام کا احساس کیوں ہوتا نہیں

کس قدر مہمل ہے عذرِ ناتوانائی ترا ثبت ہے تیری جبیں پر خطِ رسوائی ترا
بٹ گیا غیروں میں ساز و برگِ دارائی ترا شرم کے قابل ہے شغلِ بادہ پیمائی ترا

۵
رو رہی ہے تیری بربادی پہ دیوارِ حرم
ڈوب مر تو کے اے شمشیر بردارِ حرم

تیری غیرت کیا ہوئی تیری حمیت کیا ہوئی؟ تمکنت کو کیا ہوا وہ شان و شوکت کیا ہوئی؟
تیغ زن! وہ سرفروشانہ شجاعت کیا ہوئی؟ کیا ہوئی وہ جذبۂ ایماں کی قوت کیا ہوئی؟

۶
اہلِ ایماں را چہ حال افتاد مرداں را چہ شد
کس بمیداں رو نمی آرد سواراں را چہ شد

کیا ہوئی اے مردِ مومن شعلہ سامانی تری کیوں نہیں تاروں پہ خندہ زن درخشانی تری
شہرۂ آفاق تھی رسمِ جہانبانی تری کیا ہوا کیوں مٹ گئی دنیا سے سلطانی تری

۷
اہلِ ایماں را چہ حال افتاد مرداں را چہ شد
کس بمیداں رو نمی آرد سواراں را چہ شد

مسلمِ خوابیدہ تیرا جوشِ ایماں کیا ہوا! خرمنِ باطل پہ وہ نعروں کا طوفاں کیا ہوا!
مجاہدوں کا جذبۂ شوقِ فراواں کیا ہوا! کیا ہوا تیرا جنونِ شعلہ ساماں کیا ہوا!

۸
اہلِ ایماں را چہ حال افتاد مرداں را چہ شد
کس بمیداں رو نمی آرد سواراں را چہ شد

جل چکی ہر سمت تیغِ دشمنانِ کینہ خو ہو چکا ماتم بپا خانہ بخانہ کو بکو
لٹ چکی تیرے بزرگانِ سلف کی آبرو ہو چکا ارزاں محمدؐ کے غلاموں کا لہو

۹
اب خدا کا نام لیکر صف بصف میداں میں آ
سرفروشی کیلئے خنجر بکف میداں میں آ

جنس نامقبول ہے یہ آنی جانی زندگی اک قبائے تنگ و فرسودہ ہے فانی زندگی
مفت میں ملتی ہے تجھ کو آسمانی زندگی سر کے بدلے دے رہے ہیں جاودانی زندگی

۱۰
اے غلامِ سرورِ کونین ختم المرسلینؐ
خون کے دو چار قطرے اور فردوسِ بریں

مردِ غازی! کھیل کر تیغ و سناں و تیر سے آشنا کر دہر کو پھر مشربِ شبیر سے
نقشِ باطل کو مٹا دے برشِ شمشیر سے کفر کی دنیا ہلا دے نعرۂ تکبیر سے

۱۱
دشمنِ بدخو کا دامِ عنکبوتی توڑ دے
اس خدا ناآشنا کو پھر خدا سے جوڑ دے

ولادتِ نبویہ

از — امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد مدظلہ العالی

قسط ۲

سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو "خدام الدین" مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۵۶ء

وہ ان میں سے کس کو اپنی پرستش اور یاد کے لئے چنے گی؟

کیا وہ اس سب سے بڑے فلسفی کو یاد کرے گی۔ جو چودھویں صدی عیسوی میں آیا اور اس نے تجربہ کی راہ کھول دی۔ جس راہ نے کہ انسانوں کو ہلاکت اور خونریزی کے سب سے زیادہ روح پاش آلات تک پہنچایا؟ وہ کیمسٹری کے اس دیوتا کو یاد کرے گی جس پر موجودہ تمدن کو سب سے زیادہ ناز ہے اور جس نے ولیسی زہریلی گیسیں، ایسے مہلک بم اور شل، اور ایسے بے پناہ مرکبات بنا دیئے جس کے آگے انسانی جماعتیں بالکل بے بس ہو جاتی ہیں۔ اور منٹوں کے اندر بڑی بڑی آبادیاں موت کی نقبت سے بھر جاتی ہیں۔ اچھا بھاپ کی طاقت کے موجد کو بلاؤ۔ اس کی بڑائی کیسی عجیب تھی جس نے بھاپ کی غیر معلوم طاقت کو انسان کا تابع کر دیا؟

لیکن آہ! . . . وہ اس دنیا کے لئے کیا کرے جو موت کی نہیں بلکہ زندگی کی بھوکی ہے۔ اور دیکھ رہی ہے کہ بھاپ کے شیطان ہی کے اندر وہ سب سے بڑی بے پناہ خباثت ہے جس نے آج جنگ کے میدانوں میں مختلف بھیسوں اور مختلف صورتوں کے اندر موت کی سب سے بڑی پھنکار ماری ہے اور تمام انسانی علم و دانائی اس کے بچاؤ کے لئے بیکار ہے

پھر کیا دنیا تمدن و علم کے ان مغرور بانیوں کی پیدائش پر خوشیاں منائے جنہوں نے اس کی موت و ہلاکت کیلئے تو سب کچھ کیا، پر اس کے امن و سلامتی اور سعادت و طمانیت کے لئے کچھ نہ کر سکے؟ ان کے پاس انسانوں کے اڑنے، سمندروں کے اندر جانے، بجلی کو قابو میں کرنے، ہوا کے تموج اور ذرات کو اپنے نامہ و پیام کا سفیر بنانے، اور خود بخود بجنے والے باجوں اور بڑی تیزی سے چلنے والی سواریوں کیلئے تو بڑا ذخیرہ ہے لیکن انسان کو نیک و راستباز بنانے، خدا کی عدالت و صداقت سے زمین کو معمور کرنے، امن و راحت کی بادشاہت کے قائم کرنے ظلم و فساد کے بیج سے زمین کو صاف کرنے، طاقت اور حکم کے جبر سے ضعف اور ناتوانی کو بچانے، اور انسانوں کو درندوں اور سانپوں کی طرح نہیں بلکہ انسانوں کی طرح بسا دینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔

تم نے یورپ کے تمدن کے کتوں کی طرح لوٹ کر اور بھیڑوں کی طرح چل کر ہمیشہ پرستش کی ہے اور مذہب کی تعلیمات کی ہنسی اڑائی ہے کہ وہ آخرت آخرت کہتا ہے مگر یورپ کی دنیا کیلئے کچھ نہیں بتاتا لیکن شاید تم آج قرآن حکیم کی اس آیت کو سمجھ سکو۔ جس کے متعلق حدیث صحیح میں آیا ہے۔ کہ اس کی تلاوت آخری زمانہ کے فتنہ سے بچائے گی۔

هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝ (۱۸: ۱۰۴)

ترجمہ: تم کو بتلائیں کہ سب سے زیادہ ناکام و نامراد کام کرنے والے کون ہیں؟ وہ جن کی تمام قوت و سعی صرف دنیا کی زندگی کے سنوارنے ہی میں کھوئی گئی اور جہل حقیقت نے ان میں یہ گھمنڈ پیدا کر دیا کہ بہت ہی خوبیوں کا کام کر رہے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی نشانیوں اور اس کے رشتہ کو نہ سمجھا۔ اس سے انکار کیا۔ پس ان کا تمام کیا دھرا برباد گیا۔ اور قیامت کے دن انہیں کوئی وزن نصیب نہ ہوگا۔

دوسری جگہ ارباب کفر کے اعمال یہ بتلائے۔

يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ ۝

ترجمہ: صرف دنیا کی زندگی کا ایک ظاہری پہلو انہوں نے جان لیا اور وہ آخرت کے علاقوں سے بالکل غافل ہو گئے۔

"آخرت" سے مقصود یہ نہیں ہے کہ دنیا اور دنیا کے اعمال ترک کر دیئے جائیں۔ بلکہ اس کی عملی تفسیر یورپ کی موجودہ زندگی کو سمجھو جس نے اپنے تئیں صرف دنیا ہی کیلئے وقف کر دیا اور اس کے گھمنڈ میں وہ اللہ اور اس کے رشتہ کے لئے کوئی وقت اور فکر نہ نکال سکی نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے وہ چیز تو حاصل کر لی جس کا نام تمدن رکھا گیا ہے لیکن وہ شے حاصل نہ کر سکی جو انسان کے لئے امن حقیقی کی راہ اور اسلام و سعادت فطری کی صراط مستقیم ہے۔

صراط مستقیم

تم کہہ سکتے ہو کہ یہ ان انسانوں کا حال ہے۔ جن کی برائیاں صرف جسم و مادہ تک محدود تھیں لیکن اگر دنیا کے لئے ان کی پیدائش کی یاد میں کوئی تسکین و راحت نہیں ہے۔ تو وہ ان تمام صفوں سے باہر آ جائے گی۔ اور دنیا کے بڑے بڑے ملکوں کے دامن میں پناہ لے گی۔ وہ بانیان مذہب کی عظمتوں کا نظارہ کرے گی وہ خدا کے رسولوں اور اس کے پاک پیاموں کے پیغامبروں کو ڈھونڈے گی۔ ہاں اگر دنیا ایسا کرے تو یہ اس کی مصیبتوں کا خاتمہ ہوگا۔ اس کے دائمی درد اور بیقراریوں کے لئے سکھ اور راحت کی ایک حیات بخش کروٹ ہوگی۔ اور وہ بلاشبہ منزل مقصود کو پالے گی۔ قرآن حکیم نے بھی اس دکھ کا یہی علاج بتلایا ہے۔ اور جبکہ وہ بادشاہوں، قومی پیشواؤں کاہنوں اور علم و مذہب کے جھوٹے مدعیوں کے دامن غرور میں لپٹی ہوئی تھی۔ تو اسے وصیت کی کہ وہ سچائی کے رسولوں اور خدا کے داعیوں کی راہ اختیار کرے اور ان ہی کی زندگی کو اپنا نصب العین بنائے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔

ترجمہ۔ خدایا تو ہمیں صراط مستقیم پر چلا۔ وہ صراط مستقیم جو تیرے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں، صالح بندوں کی راہ عمل ہے

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس میدان میں بھی آکر وہ کون سی زندگی ہے۔ جس کے اعمال دعوت کے اندر دنیا کو پیام امن و سعادت مل سکتا ہے؟

تقسیم مذاہب

دنیا میں آج بڑے بڑے مذاہب موجود ہیں۔ وہ علم الاقوام کی تقسیم کے مطابق دو قسموں میں منقسم کئے جا سکتے ہیں ایک "سامی" سلسلہ ہے جس کے ماتحت یہودی اور مسیحی قومیں اب تک دنیا میں باقی ہیں۔ دوسرا "آرین" سلسلہ ہے جس سے گوتم بدھ اور ہندوستان کے تمام داعیان مذہب وابستہ ہیں۔

پھر دنیا کے لئے اگر سب سے بڑا رسول یہودی مذہب کی تاریخ میں ہے تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور ان کی پیدائش کو سب سے بڑا واقعہ قرار دے گی لیکن اگر اس نے ایسا کرنا چاہا۔ تو اسے یہ سمجھنے کا حق حاصل ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے اعمال حیات میں اپنے لئے پیام امن ڈھونڈے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات مقدس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے مصر کی ایک جابر و ظالم گورنمنٹ کے پنجہ استبداد سے بنی اسرائیل کو نجات دلائی۔ اور اسے غلامی کی ناپاکی سے نکال کر حوالہ انسانیت کے لئے سب سے بڑی ناپاکی ہے حکومت اور امن و عزت کی طہارت تک پہنچا دیا۔

بلاشبہ انھوں نے اپنی قوم یعنی بنی اسرائیل کی نسل کے لئے بڑا ہی مقدس جہاد کیا، اور یہ ان کا یادگار عالم اسوۂ حسنہ ہے۔ جس کی دنیا کو تقدیس کرنی چاہئے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ انھوں نے تمام دنیا کے لئے کیا کیا؟ دنیا صرف بنی اسرائیل ہی کا نام نہیں ہے۔ غیر الٰہی عبودیت کی زنجیریں صرف بنی اسرائیل کے پاؤں میں نہ تھیں۔ بلکہ کرۂ ارضی کی تمام آبادی کے پاؤں اس کے بوجھ سے زخمی تھے۔ پس دنیا کے لئے وہی تلوار محبوب ہو سکتی ہے۔ جو صرف فرعون کی ڈالی ہوئی زنجیروں ہی کو نہ کاٹے بلکہ دنیا کے تمام فرعونوں کے تخت غرور کو الٹ دے۔ انہوں نے صرف بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دلائی۔ مگر تمام دنیا غلامی سے نکلنے کی آرزومند ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام

دوسرا سب سے بڑا اسرائیلی مذہب "مسیحی تحریک" کا ہے لیکن مسیحی دعوت کی تعلیم ہمارے سامنے ہے۔ اس کے علاوہ مسیحیت سے منسوب قومیں جو کچھ کہیں گی۔ ہم انہیں حضرت مسیحؑ کے نام سے قبول نہیں کر سکتے۔ حضرت مسیحؑ نے کہا کہ "میں صرف توراۃ کو قائم کرنے آیا ہوں، خود کوئی نئی دعوت نہیں لایا" (متی ۵:۱۷)

انہوں نے تصریح کی کہ میرا مشن صرف بنی اسرائیل کی اصلاح تک محدود ہے۔ نیز انہوں نے غیر قوموں میں منادی کرنے سے روکا اور ہمیشہ اپنے کاموں اور اپنی وصیتوں میں اپنی تعلیم کو اسرائیل کے گھرانے تک محدود رکھا۔ پس دراصل انہوں نے جو کچھ بھی اصلاح کرنی چاہی۔ وہ محض بنی اسرائیل نامی ایک مسخ شدہ قوم کی تھی تمام دنیا کے لئے ان کے پاس کچھ نہ تھا۔

پھر ان کا ظہور اس وقت ہوا جبکہ روم کی ظالمانہ حکومت نے شام کے مقدس مرغزاروں کو روند ڈالا تھا۔ اور بت پرست قوموں کی جابر و مستبد گورنمنٹیں دنیا کے بڑے حصہ کو اپنا غلام بنائے ہوئے تھیں۔ لیکن انہوں نے نہ تو اس ظلم و طغیان کے متعلق کچھ کہا اور نہ اس سے کچھ تعرض کیا۔

پہلی صدی مسیحی کے بعد جس قدر مسیحی قومیں دنیا میں آباد ہوئیں ان کو حضرت مسیح کی تعلیم و دعوۃ سے کچھ تعلق نہ تھا۔ اور وہ سرتا سر طرطوس کے ایک تعلیم یافتہ یہودی پولس کے مذہب کی پیرو تھیں۔ پولس نے تمام حواریان مسیح کے مذہب کے خلاف غیر اسرائیلی قوموں کو بپتسمہ دینا شروع کیا۔ اور اس طرح روم اور یونان کے مختلف جزیروں اور میدانوں میں ایک نیا گروہ پیدا کر لیا۔ پس اگر دنیا حضرت مسیح کی طرف جھکنا چاہے گی۔ تو دنیا کو ان کے کارنامۂ حیات کے لئے بمشکل ایک چوتھائی صدی ہاتھ آئے گی جس کے اندر ان کے تربیت یافتہ حواریوں کے اعمال نظر آ سکتے ہیں۔ اور یہ چند سال فضائل و محاسن اخلاق کا کیسا ہی عمدہ نمونہ پیش کریں لیکن ان میں دنیا کے لئے کوئی عام پیام نجات نہیں ہے؟

پھر اس سے قطع نظر کر کے نتائج کی بحث بعد کو آتی ہے۔ سب سے پہلے دعوت، اعلان، ادعا اور نفس تعلیم کا سوال ہے دنیا حضرت مسیح کی بات پر کیونکر قناعت کرے۔ جبکہ خود انہوں نے دنیا کے لئے کچھ نہ کیا۔ بلکہ ہمیشہ اسے ٹھکرایا اور مردود کیا۔ اور اس کے ساتھیوں کو اور اس کے دوستوں کو اور اس سے رشتہ رکھنے والوں کو خدا کی بادشاہت کی مہربانی سے محروم بتلایا۔ حتیٰ کہ ایک آخری فتویٰ دے دیا۔ "تم خدا اور دنیا دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے" (متی ۶: ۲۴) "اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکل جانا اس سے آسان ہے۔ کہ دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو" (متی ۱۹: ۲۴)

اس سے بھی درگزر کرو اور اس کی بہتر سے بہتر توجیہہ جو کر سکتے ہو کر لو۔ نیز پولس کی دعوت ہی کو حضرت مسیح کی دعوت تسلیم کر لو۔ اور ان تمام قوموں کو جنہوں نے مسیح کے نام پر بپتسمہ کا پانی اپنے اوپر چھڑکا مسیحی دعوت کا پھل مان لو لیکن پھر بھی مسیحی تحریک کی پوری تاریخ کا کیا حال ہے۔ جب تک مسیحیت دنیا پر حکمران رہی اور جس وقت تک مسیحی مذہب کا دینی تسلط انسانوں سے اطاعت کراتا رہا اور جب تک مسیحی راہبوں اور پادریوں کی غلامی سے دنیا نے انحراف نہ کیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس وقت تک اس کا وجود دنیا کے لئے، دنیا کے علم و تمدن کے لئے، آبادی و عمران کے لئے، اخلاق و پاکیزگی کے لئے اور ان سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان کی فطری حریت اور شرف انسانیت کے لئے ایک بدترین لعنت رہا جس نے جلایا، ویران کیا، مسمار کیا، قتل کیا، جہل خالص پھیلایا، زبانوں پر مہریں لگائیں، انسانی دماغوں کو معطل کیا لیکن انسانوں اور انسانیت کی راستی و ترقی کے لئے چند لمحوں کا بھی ایک دور پیدا نہ کیا۔ مشہور مؤرخ گبن، سیدیو، ماکارے اور ڈریپر اس بارے میں ہمارے لئے بہترین راوی ہیں لیکن جس وقت سے کہ مسیحیت کی قوت نے شکست کھائی تمدن کا غیر دینی دور شروع ہوا۔ مذہبی جماعتوں اور مذہبی خلافت (پاپ) کے حلقہ غلامی سے یورپ کے موجودہ تمدن کی بنیاد پڑی۔ اور مسیحی قوموں نے ترقی شروع کی۔"

اگر تم کہتے ہو کہ دنیا کے لئے سب سے بڑی عظمت مسیحی مذہب کے بانی میں تھی۔ تو خود اس کے بانی ہی نے ہمیں معیار حق و باطل بھی بتلا دیا ہے۔

"درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" (مرقس ۱۹ : ۱۶)

پس اگر دنیا مسیحی مذہب کی پیدائش کے اندر اپنی خوشی کو ڈھونڈے گی تو اس کو انسان کی امن و سلامتی اور فطرت کی آزادی و سعادت کی جگہ قتل و غارت اور ہلاکت و غلامی کی یادگار کا جشن منانا پڑے گا۔ کیونکہ مسیحیت کے درخت کا صرف یہی پھل ہمارے سامنے ہے پھر کیا دنیا اس کے لئے تیار ہے؟

یہ جو کچھ تھا مسیحی اقوام کی قدیم تاریخ کی بنا پر تھا۔

لیکن اگر اس پر گذشتہ دو صدیوں کے واقعات و نتائج کا بھی اضافہ کر دیا جائے جو اقوام یورپ کے اعمال تمدن سے وابستہ ہیں تو دنیا کی مایوسی اور زیادہ دردانگیز ہو جائے۔

آرین سلسلہ

اس کے بعد مذاہب عالم میں آرین نسلوں کی دعوتیں ہمارے سامنے آتی ہیں لیکن افسوس کہ دنیا کے لئے ان کے پاس بھی کوئی پیام سعادت نہیں۔ عظیم الشان گوتم بدھ کی تمام تعلیم و وصایا کا ماحصل یہ بتلایا جاتا ہے۔ کہ:

"نجات دنیا کے ساتھ رہ کر حاصل نہیں ہو سکتی"

پس دنیا کو جن لوگوں نے ٹھکرا دیا۔ دنیا ان کے پاس جا کر کیا سکھ حاصل کرے گی؟ پھر اس نے جو کچھ بتلایا اور سکھلایا ہو لیکن قوموں اور ملکوں کے دائرہ ہی میں اس کی دعوت محدود رہی۔ ہندوستان میں اسے شکست ملی۔ تو جاپان اور چین میں جا کر محدود ہو گئی پس زمین اپنی اس مصیبت کے لئے جو قوموں اور ملکوں میں محدود نہیں ہے عظیم الشان بدھ سے کیا حاصل کر سکتی ہے؟

ہندوستان کے مذہبی ذخیرہ تعلقات اور ان کی پراثر فقرات کی وقعت سے ہم انکار نہیں کر سکتے۔ تاہم دنیا کے لئے ان کے بانیوں کی عظمت کے اندر کیا خوشی ہو سکتی ہے۔ جبکہ کوہ ہمالیہ کی دیواروں اور بحر عرب کی موجوں سے باہر قدم رکھنا گناہ ہے۔ مگر ہندوستان کے مذہبی داعیوں نے صرف ہندوستان کے اندر بسنے والوں ہی کو ربانی ہدایتیں سپرد کیں۔

ولادت باسعادت

پس دنیا اگر اپنی نجات کے لئے بے چین ہے تو اس کیلئے راحت اور تسکین کا پیام صرف ایک ہی زندگی میں ہے۔ اس کا دکھ ایک ہی ہے اس لئے اس کی شفا کے نسخے بھی ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ اس کا پروردگار ایک ہے۔ جو اپنے ایک آفتاب کو اس کے خشک و تر پر چمکاتا۔ اور ایک ہی طرح کی بدلیوں سے اس کے آباد و ویرانہ کو شاداب کرتا ہے۔ پس اس کی ہدایت و رحمت کا آفتاب بھی ایک ہی ہے۔ اور گو بہت سے ستارے اس کی روشنی سے اکتساب نور کرتے ہوں مگر ان سب کا مرکز و مبدأ نورانیت ایک ہی ہے۔

قرآن حکیم نے آفتاب کو "سراج" کہا۔

وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا (۷۸ : ۱۳)

ترجمہ۔ اور ہم نے آسمان میں سورج کے چراغ کو بڑا ہی روشن بنایا۔

اور اسی طرح اس کے ظہور کو بھی "سراج" کہا۔ جس کی ہدایت و رحمت کی روشنی تمام کرۂ ارضی کی ظلمتوں کے لئے پیام صبح تھی۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ۝

ترجمہ۔ اے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے تم کو دنیا کے آگے حق کی گواہی دینے والا، سعادت انسانیت کی خوشخبری پھیلانے والا، اللہ کی طرف اس کے بندوں کو بلانے والا اور دنیا کی تاریکیوں کیلئے ایک چراغ نورانی بنا کر بھیجا"

پس عام کرۂ ارضی کی روشنی کے لئے یہی ایک آفتاب ہدایت ہے جس کی عالمگیر کرنوں کے اندر دنیا اپنی تمام تاریکیوں کے لئے نوید بشارت پا سکتی ہے۔ اور اس لئے صرف وہی ایک ہے جس کے طلوع سے پہلے ان کو دنیا کبھی نہیں بھلا سکتی اور اگر اس نے بھلا دیا ہے تو وہ وقت دور نہیں جب اسے کامل عشق و شیفتگی کے ساتھ صرف اسی کے آگے جھکنا پڑے گا اور اسی کو اپنا کعبۂ امید بنانا پڑے گا۔

عالمگیر پیام

اس مقدس پیدائش نے دنیا میں ظاہر ہو کر یہ نہیں کہا کہ میں صرف بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلانے آیا ہوں۔ بلکہ اس نے کہا کہ تمام عالم انسانیت کو غیر الٰہی غلامیوں سے نجات دلانا میرا مقصد ظہور ہے۔ اس نے صرف بنی اسرائیل کے گھرانے کی گمشدہ رونق ہی سے عشق نہیں کیا بلکہ تمام عالم کی اجڑی ہوئی بستی پر شیفتگی کی، اور ان کی دوبارہ رونق و آبادی کا اعلان کیا۔ اس نے اس خدا کی محبتوں کی طرف دعوت نہیں دی جو صرف سینا کی چوٹیوں یا ہمالہ کی گھاٹیوں میں بستا ہے۔ بلکہ اس رب العالمین کی طرف بلایا جو تمام نظام ہستی کا پروردگار ہے، اور اسی لئے تمام کائنات عالم کو اپنی طرف بلا رہا ہے۔ ہمکو دنیا میں سکندر ملتا ہے۔ جس نے تمام عالم کو فتح کرنا چاہا تھا لیکن ہم دنیا کی پوری تاریخ میں خدا کے کسی رسول کو نہیں پاتے جس نے تمام عالم کی ضلالتوں اور تاریکیوں کے خلاف اعلان جہاد کیا ہو۔ اس کا صرف ایک ہی اعلان ہے جو آغاز خلقت سے اب تک کیا گیا ہے۔ اور اس لئے اگر دنیا نسلوں، قوموں اور ملکوں کا نام نہیں ہے بلکہ مخلوقات الٰہی کی اس پوری نسل کا نام ہے جو کرۂ ارضی کی پیٹھ پر بستی ہے تو وہ مجبور ہے کہ ہر طرف سے مایوسی کی نظریں ہٹا کر صرف ایک ہی اعلان عام کے آگے جھک جائے اور صرف اسی کی پیدائش کے دن کو اپنی عمر کا سب سے بڑا دن یقین کرے۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (۲۵ : ۱)

ترجمہ۔ کیا ہی پاک ہے اور برکتوں کا سرچشمہ ہے وہ ذات اقدس جس نے اپنے برگزیدہ بندہ پر الفرقان نازل کیا۔ تاکہ وہ قوموں اور ملکوں ہی کے لئے نہیں بلکہ تمام عالموں کی ضلالت کے لئے ڈرانے والا ہو۔

(باقی)

نقشہ اوقات سحری و افطاری رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۶ء

(برائے شہر لاہور و مضافات)

تاریخ ہجری	تاریخ عیسوی	یوم	اختتام سحری گھنٹہ	اختتام سحری منٹ	افطاری گھنٹہ	افطاری منٹ
۳۰ شعبان	۱۳ اپریل	جمعہ	۴	۱۳	۶	۳۰
یکم رمضان	۱۴	ہفتہ	۴	۱۱	۶	۳۱
۲	۱۵	اتوار	۴	۱۰	۶	۳۱
۳	۱۶	سوموار	۴	۸	۶	۳۲
۴	۱۷	منگل	۴	۷	۶	۳۲
۵	۱۸	بدھ	۴	۶	۶	۳۳
۶	۱۹	جمعرات	۴	۴	۶	۳۴
۷	۲۰	جمعہ	۴	۳	۶	۳۵
۸	۲۱	ہفتہ	۴	۱	۶	۳۶
۹	۲۲	اتوار	۴	۰	۶	۳۶
۱۰	۲۳	سوموار	۳	۵۹	۶	۳۷
۱۱	۲۴	منگل	۳	۵۸	۶	۳۸
۱۲	۲۵	بدھ	۳	۵۷	۶	۳۹
۱۳	۲۶	جمعرات	۳	۵۵	۶	۳۹
۱۴	۲۷	جمعہ	۳	۵۴	۶	۴۰
۱۵	۲۸	ہفتہ	۳	۵۳	۶	۴۰
۱۶	۲۹	اتوار	۳	۵۲	۶	۴۱
۱۷	۳۰	سوموار	۳	۵۱	۶	۴۲
۱۸	یکم مئی	منگل	۳	۴۹	۶	۴۲
۱۹	۲	بدھ	۳	۴۸	۶	۴۳
۲۰	۳	جمعرات	۳	۴۷	۶	۴۴
۲۱	۴	جمعہ	۳	۴۶	۶	۴۵
۲۲	۵	ہفتہ	۳	۴۵	۶	۴۵
۲۳	۶	اتوار	۳	۴۳	۶	۴۶
۲۴	۷	سوموار	۳	۴۲	۶	۴۶
۲۵	۸	منگل	۳	۴۱	۶	۴۷
۲۶	۹	بدھ	۳	۴۰	۶	۴۸
۲۷	۱۰	جمعرات	۳	۳۹	۶	۴۸
۲۸	۱۱	جمعہ	۳	۳۸	۶	۴۹
۲۹	۱۲	ہفتہ	۳	۳۷	۶	۵۰
۳۰	۱۳	اتوار	۳	۳۶	۶	۵۰

ضروری ہدایات

مغربی پاکستان کے دوسرے شہروں کے اوقات سحر و افطار کیلئے مندرجہ ذیل منٹ جمع اور منہا کرکے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ جہاں جمع (+) ہے وہاں منٹ جمع کرنے ہیں، اور جہاں نفی (−) ہے وہاں منٹ نفی کرنے ہیں۔

شہر	سحر	افطار	شہر	سحر	افطار
لائل پور	+۵	+۴	بہاول پور	+۱۴	+۷
منٹگمری	+۸	+۳	ڈلیش	−۴	+۲۳
ملتان	+۱۶	+۵	مری	−۴	+۱۶
سیالکوٹ	−۵	−۱	جہلم	−۲	+۶
راولپنڈی	−۲	+۱۱	خوشاب	+۵	+۱۰
پشاور	+۳	+۱۷	ڈیرہ غازی خاں	+۱۸	+۱۲
			کاکول	−۴	+۱۵
			ڈیرہ اسمٰعیل خاں	+۱۳	+۱۵
			گلگت	−۱۶	+۱۴

تاریخ ہجری	تاریخ عیسوی	یوم	اختتام سحری گھنٹہ	اختتام سحری منٹ	افطاری گھنٹہ	افطاری منٹ
یکم شوال	۱۴ مئی	پیر	۳	۳۵	۶	۵۱
۲	۱۵	منگل	۳	۳۴	۶	۵۲
۳	۱۶	بدھ	۳	۳۳	۶	۵۳
۴	۱۷	جمعرات	۳	۳۲	۶	۵۴
۵	۱۸	جمعہ	۳	۳۱	۶	۵۵
۶	۱۹	ہفتہ	۳	۳۰	۶	۵۵
۷	۲۰	اتوار	۳	۲۹	۶	۵۶

مرتبہ کردہ:- غلام قادر اظہر

خالد منزل ایف ۲۷۵۶

لاتن سبحان خاں لاہور

مورخہ ۱۶ شعبان ۱۳۷۵ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۵۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۶ شعبان ۱۳۷۵ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۵۶ء

اسلام میں اخلاق حمیدہ کی اہمیت

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

(وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ) سورۃ القلم رکوع ۱ پ ۲۹

(ترجمہ:- بے شک آپ تو بڑے ہی خوش خلق ہیں)

اللہ تعالےٰ کی محبت حضور انور کی تابعداری سے حاصل ہوتی ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ)

سورۃ آل عمران رکوع ۴ پ ۳

ترجمہ:- کہدو- اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو- تاکہ تم سے اللہ محبت کرے- اور تمہارے گناہ بخشے- اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے-

شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی کوئی کسی کی محبت کا دعوےٰ کرے- تو اس طرح محبت کرے جس طرح محبوب چاہے- نہ جس طرح اپنا جی چاہے اور اسی طرح چاہے تو محبوب اس کو چاہے اور اللہ بندوں کو چاہے تو یہی کہ ان پر مہربان ہو- اور گناہ پر نہ پکڑے الخ

صاحب خلق عظیم کی تابعداری

برادران اسلام- صاحب خلق عظیم نے اخلاق حمیدہ کی جو تعلیم ہمیں دی ہے- ہمارا فرض ہے کہ اس تعلیم کو اپنائیں- اور اسے عملی جامہ پہنائیں- تاکہ مقبول بارگاہ الٰہی ہو جائیں-

سب سے عمدہ اخلاق والا سب سے زیادہ محبوب ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا

(رواہ البخاری) باب حسن الخلق مشکوٰۃ

ترجمہ:- عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے- کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک تم میں سے میرے ہاں سب سے زیادہ محبوب تم میں سے بہترین اخلاق والا ہے-

سب سے برگزیدہ بہترین اخلاق والا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا-

(متفق علیہ)

ترجمہ:- عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا- "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تمہارے برگزیدوں میں سے وہ ہے جو تم میں سے اخلاق کے لحاظ سے سب سے بہتر ہے-

حضور انور کی بعثت عمدہ اخلاق کی تکمیل ہی کے لئے ہے

عَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ

(ترجمہ) مالک کو یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- مجھے عمدہ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے)

انسان کا امتیاز اخلاق حمیدہ ہی سے ہے

برادران اسلام- اگر غور سے دیکھا جائے تو انسان بھی در اصل ایک حیوان ہی ہے- البتہ باقی حیوانات سے انسان کو ممتاز کرنے والی چیز اخلاق حمیدہ ہی تو ہے اگر اس صورۃ انسانیہ کے اندر وہ اخلاق نہ ہوں- تو پھر باقی حیوانات اور انسان میں کیا فرق ہے کیا دو ٹانگوں والا ہونے کے لحاظ سے اسے وہ شرف حاصل ہے- ہرگز نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اگر انسان کے اندر وہ صفات حمیدہ نہ پائی جائیں تو یہ دوسرے حیوانات سے بدتر ہو جاتا ہے- ارشاد الٰہی ہے:-

(لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ) (سورۃ التین پ ۳۰)

(ترجمہ:- بے شک ہم نے انسان کو بڑے عمدہ انداز میں پیدا کیا ہے- پھر ہم نے اسے سب سے نیچے پھینک دیا ہے- سب سے نیچے پھینکے جانے والے وہی ہیں جو اخلاق کے لحاظ سے گر چکے ہیں-

قیامت کے دن میزان میں سب سے بھاری اخلاق ہی ہونگے

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَثْقَلَ شَيْءٍ يُوْضَعُ فِيْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ وَاِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ (رواہ الترمذی)

(ترجمہ:- ابی الدرداء سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں- آپ نے فرمایا بیشک سب سے بھاری چیز جو مومن کی میزان میں قیامت کے دن رکھی جائے گی- اچھا خلق ہوگا- اور بے شک اللہ بے حیا بد زبان سے بغض رکھتا ہے) اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ بے حیا اور بد زبان بد خلق ہے

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

با اخلاق شب بیداروں کو روزہ داروں کا درجہ پاتا ہے

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ

(رواہ احمد والترمذی والدارمی)

(ترجمہ:- ابی ذرؓ سے روایت ہے کہا- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے فرمایا- جہاں کہیں بھی تو ہے اللہ سے ڈر- اور گناہ کے بعد نیکی کر- وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے گی- اور لوگوں سے اچھے خلق سے پیش آ) - برادران اسلام آپ نے دیکھ لیا کہ دربار نبوی سے مسلمان کو حکم دیا جا رہا ہے- کہ لوگوں سے اچھے خلق سے معاملہ کرو-

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا (رواہ ابوداؤد والدارمی)

(ترجمہ:- ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- ایمان کے لحاظ سے سب سے بڑا کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو خلق کے لحاظ سے سب سے بہتر ہو-

برادران اسلام- اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ جب تک انسان کے اخلاق نہ سنوریں اس وقت تک انسان کا ایمان کامل نہیں ہوتا-

احسان فراموشی بد اخلاقی ہے

بد اخلاقی کی بہت سی قسمیں ہیں- جن میں سے ایک قسم اپنے محسن کی احسان فراموشی ہے- ہر عقلمند کے ہاں یہ قاعدہ مسلم ہے- اس قاعدہ کی بناء پر محسنوں کے تین نمبر ہوں گے- جس محسن کے احسانات زیادہ ہوں گے-

اسی قدر اس کی احسان فراموشی بڑا جرم ہوگا۔ مثلاً بعض دوست بھی محسن ہوتے ہیں۔ ان محسنوں کی احسان فراموشی کرکے مخالفت کرنا جرم ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کے مقابلہ میں دوستوں کے احسانات کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والا پہلے شخص سے زیادہ احسان فراموش اور مجرم ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے احسانات کی تو کوئی حد ہی نہیں ہے۔ مثلاً مٹی سے لے کر ماں کے پیٹ میں انسان کا مکمل ڈھانچہ بنا کر اس میں روح پھونک کر ماں کے پیٹ سے باہر لانا۔ یہ اللہ تعالےٰ کا خاص احسان ہے۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں کی رہنمائی کے لئے پیدا کرنا یہ بھی اللہ تعالےٰ کا انسانوں پر احسان عظیم ہے اور رحمۃ للعالمین کے وجود مسعود میں بے شمار کمالات کا پایا جانا اور انسانوں کے لئے آپ کو نمونہ بنانا یہ بھی اللہ تعالےٰ کا احسان عظیم ہے۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ کے احسانات کی فراموشی کرکے اس کی نافرمانی کرنا اتنا بڑا شدید جرم ہے کہ جس کا اندازہ ہو ہی نہیں سکتا۔

مشرک اور کافر سب سے بڑے بداخلاق اور ظالم ہیں۔

اسی لئے حضرت لقمان اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں۔
يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (سورہ لقمان رکوع ۲ پ ۲۱)
(ترجمہ اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ بے شک شرک کرنا بڑا بھاری جرم ہے) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔
وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (سورۃ البقرہ رکوع ۳۴ پ ۳)
(ترجمہ:۔ اور کافر وہی ظالم ہیں)

یہ کیوں؟

اللہ جل شانہٗ کا فرمان ہے:۔
وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝ (سورہ ابراہیم رکوع ۵ پارہ ۱۳)
(ترجمہ:۔ اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انہیں شمار نہ کرسکو۔ بے شک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے)

شرک اور کفر کیا چیز ہے؟

انسان کا جو تعلق اللہ تعالےٰ ہی سے ہونا چاہئے تھا۔ اس کا تعلق غیر اللہ سے رکھے تو شرک ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم معلوم ہونے کے بعد ماننے سے انکار کرے تو کفر لازم آتا ہے۔

رحمۃ للعالمین اور صحابہ کرام کی مخالفت بداخلاقی ہے اور اس کی سزا

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (۵)
(سورۃ النساء رکوع ۱۷ پارہ ۵)
(ترجمہ:۔ اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے۔ تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے)

حاصل

اس آیت کا یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت اتنی بڑی بداخلاقی ہے کہ اس کی سزا دوزخ کا داخلہ ہے۔ اللّٰھم اعذنا منہ

یتامیٰ کا مال ناحق کھانا بداخلاقی ہے اور اس کی سزا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا (۱)
(سورۃ النساء رکوع ۱ پارہ ۴)
(ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں۔ اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے۔

مثلاً

جو لوگ بدھ کے دن ایک میت کو دفن کرکے آتے ہیں۔ اور دوسرے دن جمعرات کی شام کو اسی میت کے مال میں سے ختم کے نام سے روٹیاں کھانے کے لئے آجاتے ہیں۔ حالانکہ اب وہ مال میت کا نہیں رہا بلکہ ورثاء کا ہے۔ جن میں نابالغ بچے بھی ہیں۔ اور نابالغ بچوں کا مال کھانا حرام ہے۔ ہاں اگر اولاد میں سے کوئی بالغ بیٹا یا بیٹی اپنے ذاتی مال میں سے یا میت کا بھائی اپنے مال میں سے یا میت کا باپ اپنے مال میں سے میت کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے خیرات کرے تو اس کا کھانا جائز ہے۔

زنا بداخلاقی ہے

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴ پارہ ۱۵)
(ترجمہ:۔ اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے۔)

شراب پینا اور جوا کھیلنا بداخلاقی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ سورہ المائدہ رکوع ۱۲ پارہ ۷)
ترجمہ:۔ اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔

ماپ اور تول میں کمی کرنا بداخلاقی ہے

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝ (سورہ التطفیف پارہ ۳۰)
ترجمہ:۔ کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کریں۔ تو پورا لیں۔ اور جب ان کو ماپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔)

بیاج کھانا بداخلاقی ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ج (سورۃ البقرۃ پارہ ۳ رکوع ۳۸)
ترجمہ:۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ باقی سود رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو۔ اگر تم ایمان والے ہو۔ اگر تم نے نہ چھوڑا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔

یہ بداخلاقیاں

جن بداخلاقیوں کا اپنے خطبہ میں ذکر کر چکا ہوں۔ آجکل کے دور میں عام طور پر مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں میرا فرض یہ ہے کہ مسلمانوں کو متنبہ کر دوں۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان سے باز آئیں۔ ورنہ قیامت کے دن یہ تو نہیں کہہ سکیں گے کہ اے اللہ تیرے کسی بندے نے ہمیں دنیا میں ان بداخلاقیوں پر متنبہ نہیں کیا تھا۔ وما علینا الا البلاغ

دُعاء

اللہ تعالےٰ مجھے اور سب مسلمانوں کو ان بداخلاقیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین! یا الٰہ العالمین

مجلس ذکر

قارئین کرام کو غالباً علم ہوگا کہ رمضان المبارک میں نماز تراویح کی وجہ سے مجلس ذکر منعقد نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اگر ۱۳ر اپریل کو پہلا روزہ ہوا تو ۲۰ر اپریل سے ۲۵ مئی تک اس عنوان کے ماتحت کچھ عرض نہ کرسکیں گے لیکن اگر ۱۴ر اپریل کو پہلا رمضان ہوئی تو ۲۷ر اپریل سے ۲۵ مئی تک یہ عنوان پیش خدمت نہ ہوگا۔ یکم جون کے شمارہ سے دوبارہ یہ عنوان ان شاء اللہ حاضر خدمت ہوگا
(ایڈیٹر)

مجلسِ ذکر

مرتبہ چودھری عبدالرحمٰن خاں صاحب

آج مؤرخہ ۱۵ شعبان المکرم ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۹ مارچ ۱۹۵۶ء مخدومنا و مرشدنا حضرت مولٰنا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے ذکر کے بعد مندرجہ ذیل تقریر فرمائی :-

خدا تعالیٰ کے بندوں کی دو قسمیں ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی - اَمَّا بَعْد

سورۃ الکہف رکوع ۴ پ ع۱۵ میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ ج تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ج وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا ○

(ترجمہ:- اور تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے ربّ کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں - اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے - اور اس شخص کا کہنا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے - اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گذرا ہوا ہے

اس آیت سے چند چیزیں برآمد ہوتی ہیں آج میں وہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی چیز جو اس آیت سے برآمد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بعض بندے ذاکر اور بعض غافل ہوتے ہیں - اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ میں اللہ کے ذاکر بندوں کا ذکر ہے - ہمیں حکم دے رہے ہیں کہ ان کی صحبت میں اپنے آپ کو پابند رکھیئے - وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا میں غافل انسانوں کا ذکر ہے - ہمیں ان کی صحبت سے بچنے کا حکم دے رہے ہیں - فکرِ معاش کے لئے مسلمان جہاں چاہے جائے - اسلام اس سے نہیں روکتا ہے۔ البتہ ایک چیز کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ حرام ذریعہ سے روزی کما کر نہ لائے - مثلاً شراب کی تجارت نہ کرے اور نہ شراب فروش کی دوکان پر نوکری کرے۔ جب وہاں سے فارغ ہو کر آئے تو اس کے بعد ایسے شخص یا ایسی جماعت کی مجلس میں نشست و برخاست اختیار کرے جن کی زندگی کا مقصد رضائے الٰہی ہے انسان پہلے خود غفلت اختیار کرتا ہے - اس کے بعد اللہ تعالےٰ بھی اسے غافلوں کی فہرست میں شامل کر دیتے ہیں - اللہ تعالےٰ کا یہ حکم دراصل اس کی اپنی غفلت شعاری پر نافذ ہوا ہے۔

دوسری چیز جو عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بعض بندوں کو اس دنیا میں فقط رضائے الٰہی مطلوب ہوتی ہے - یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ میں ان کا ذکر ہے - فرماتے ہیں کہ ان کو فقط اللہ تعالےٰ کی رضا مطلوب - محبوب اور مقصود ہوتی ہے زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا میں دنیا کی زندگی کے طالبوں کا ذکر ہے انکی زندگی کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ عمدہ قسم کا لباس زیب تن ہو پاؤں میں بہترین جوتا ہو اور سر پر ٹوپی ایسی ہو کہ لوگ دیکھ کر حیران رہ جائیں انکی خواہش یہ ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ روپیہ کمائیں اور قابلِ رشک اور بہترین کوٹھی بنائیں یہ

تیسری چیز جو برآمد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے دائرۂ عبدیت میں بند ہوتے ہیں۔ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ جو اللہ تعالےٰ کی رضا کے طالب ہیں - وہ اس کی نافرمانی نہ کریں گے - دوسرے وہ ہیں جن کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں - وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا - وہ خدا کی عبدیت کے دائرہ میں بند نہیں - وہ تو متبع ہوا ہیں -

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو یادِ الٰہی میں سرشت شاغل رہنے والوں کی فہرست میں شامل فرمائے اور غافل ہونے سے بچائے - آمین یا الٰہ العالمین !

پہلی قسم کے لوگوں کی زندگی کا مقصد ہے کہ اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے۔ دوسری قسم کے لوگوں کی زندگی کا مقصد ہے دُنیا کی زینت - ان کی کوٹھی میں خواہ نہ مصلیٰ ہو اور نہ خدا کا نام ہو۔

ایک دفعہ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خادم لاہور میں شریف اور دیندار رشتہ کی تلاش میں مجھے ملا - چونکہ وہ میرے حضرت رح کا خادم تھا اس لئے میں نے اپنی بیوی اور ایک عورت کو اس کوٹھی میں ظہر کے قریب بھیجا جہاں وہ اپنا رشتہ کرنا چاہتے تھے - دُنیا دار تو سوٹ - چائے کے سٹ اور صوفاء سیٹ کو دیکھتے ہیں - لیکن ہمارا ٹیسٹ اور ہے ع

نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

میری بیوی نے وضو کے لئے لوٹا مانگا تو معلوم ہوا کہ کوٹھی میں لوٹا نہیں ہے - انہوں نے کسی نہ کسی طرح وضو تو کرا دیا - اس کے بعد جب مصلےٰ مانگا تو وہ بھی موجود نہ تھا - بڑی تلاش کے بعد دوسری یا تیسری کوٹھی سے منگوایا گیا - یہ ہے ذکرِ الٰہی سے غافل مسلمان ! اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو ذاکرین کی فہرست میں شامل فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین !

اللہ تعالےٰ راضی ہو گئے تو رضائے الٰہی کا نور قبر میں ساتھ جائے گا اور اس کے بعد میدانِ حشر میں بھی ساتھ جائے گا - جن کو اللہ تعالےٰ کی رضا محبوب ہوتی ہے - ان کو خدا تعالےٰ جو کچھ دیتا ہے وہ اسی میں بسر اوقات کر لیتے ہیں - وہ یہ نہیں کہتے کہ فلاں چیز ہو اور فلاں نہ ہو - جو لوگ دائرۂ عبدیت سے باہر نکل جاتے ہیں - وہ کما کر لائے - شادی غمی کے موقعہ پر خرچ کرنے میں آزاد ہوتے ہیں - جن کا احساس ہے کہ قدم دائرہ عبدیت سے باہر نکلنے نہ پائے - جب ان کا قدم باہر نکل جاتا ہے وہ فوراً توبہ کر کے دائرہ عبدیت کے اندر آ جاتے ہیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے -

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ بَنِیْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ

باب استغفار مشکوٰۃ (رواہ الترمذی وابن ماجۃ)

ترجمہ :- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - آدم علیہ السلام کی تمام اولاد خطاکار ہے اور خطاکاروں میں سے بہترین توبہ کرنے والے ہیں)

انسان فرشتہ نہیں ہو سکتا کہ اس کا قدم دائرۂ عبدیت سے باہر ہی نہ نکلنے پائے - گناہ پر دوام اور ضد نہ ہو - جونہی قدم پھسلا فوراً معافی مانگ لے لیکن ع

گفتن و کردن فرقے دارد

دنیا دار نہ یہ باتیں کہہ سکتا ہے اور نہ اس کی صحبت

میں یہ رنگ چڑھتا ہے۔ اس رنگ کے پہلے رنگین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اس کے بعد صحابہ کرام کا نمبر آتا ہے۔ ان میں جو رنگ تھا وہ حضور کا عکس تھا۔ صحابہ کرام کا عکس تابعین پر پڑا تھا۔ حضور کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

عَنْ ابنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَامَ عَلٰی حَصِیْرٍ فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَ فِیْ جَسَدِہٖ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَبْسُطَ لَکَ وَنَعْمَلَ فَقَالَ مَالِیْ وَلِلدُّنْیَا وَمَا اَنَا وَالدُّنْیَا اِلَّا کَرَاکِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَۃٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَھَا

کتاب الرقاق مشکوٰۃ (رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ)

ترجمہ:- ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ بوریئے پر سوئے۔ سو کر اٹھے تو آپ کے جسم مبارک پر بوریئے کے نشان تھے۔ ابن مسعودؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ ہم کو حکم دیتے تو ہم آپ کے لئے بستر بناتے۔ اور آپ کے لئے آرام کے اسباب مہیا کرتے۔ آپ نے فرمایا مجھ کو دنیا سے کیا مطلب۔ میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی سوار کسی درخت کے نیچے ٹھہر کر سایہ سے فائدہ اٹھالے اور پھر چل دے۔ اور درخت کو اپنی جگہ چھوڑ جائے۔

اس کا عکس صحابہ کرام میں ملاحظہ ہو۔ ایک صحابی اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ باغ بہت گنجان تھا۔ اس میں ایک پرندہ پھنس گیا وہ کبھی ادھر اڑ کر جاتا تھا اور کبھی ادھر۔ مگر راستہ نہ ملتا تھا۔ اس صحابی کا خیال نماز سے ہٹ کر اس پرندہ کی طرف لگ گیا۔ اور وہ تماشا دیکھتے رہے جس سے انکی نماز میں خلل پڑ گیا۔ انہوں نے وہ باغ ہی خدا کی راہ میں صدقہ کر دیا۔ نہ باغ ہوگا اور نہ نماز میں خلل پڑے گا۔ اگر بھوک کی وجہ سے صحابہؓ کے پیٹ پر ایک پتھر بندھا ہوا ہوتا تھا تو حضورؐ کے پیٹ مبارک پر دو پتھر بندھے ہوتے تھے۔ اب بھی اللہ تعالیٰ نے نمونے کے طور پر ایسے بندے رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ مجھے اور آپ کو ان کی صحبت نصیب فرمائے۔ اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

برکات رمضان

حاجی کمال الدین مدرس کارپوریشن مقیم شاہ عالمی لاہور

ہمارے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لئے جس قدر برکات رمضان اور فضائل رمضان کے بارے میں ارشادات فرمائے ہیں۔ ان کا اصل شکریہ اور قدر دانی تو یہ تھی کہ ہم ان مرٹتے اور دل وجان سے ان پر عمل پیرا ہوتے۔ مگر ہماری کوتاہیاں اور دینی بے رغبتیاں اس قدر روز افزوں ہیں کہ ان پر عمل کرنا تو درکنار ان کی طرف توجہ بھی نہیں رہی۔ یہاں تک کہ لوگوں کو ان کا علم بھی بہت کم ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ مسلمانوں کے لئے خدا کا بہت ہی بڑا انعام ہے مگر جبھی کہ اس انعام کی قدر بھی کی جائے ورنہ ہم جیسے محروموں کے لئے ایک مہینے تک رمضان رمضان چلائے جانے کے سوا کچھ بھی نہیں

حدیث شریف میں ہے کہ اگر لوگوں کو یہ علم ہو جائے کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت یہ تمنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ تمام سال کے روزے رکھنے کارے دارد۔ مگر رمضان المبارک کے ثواب کے مقابلے میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ لوگ اس کی تمنا کرنے لگیں

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ رمضان المبارک کے روزے اور ہر مہینے میں تین روزے رکھنا دل کے کھوٹ اور وساوس کو دور کرتا ہے۔ آخر کوئی تو وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضؓ رمضان کے مہینے میں جہاد کے سفر میں باوجود حضورؐ کے بار بار افطار کی اجازت فرما دینے کے روزے کا اہتمام فرماتے حتیٰ کہ حضورؐ کو حکماً منع فرمانا پڑتا۔

مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام ایک غزوہ کے سفر میں ایک منزل پر اترے۔ گرمی کی شدت تھی اور غربت کی وجہ سے اس قدر کپڑا بھی سب کے پاس نہ تھا کہ دھوپ کی گرمی سے بچاؤ کر لیں۔ بہت سے لوگ اپنے ہاتھ سے آفتاب کی شعاعوں سے بچتے تھے۔ اس حالت میں بھی بہت سے روزہ دار تھے اور اس وجہ سے کھڑے بھی نہ ہو سکتے تھے۔ اور گر گئے۔

حضورؐ نے سینکڑوں روایات میں مختلف انواع کے فضائل اور برکات ارشاد فرمائے ہیں۔ جن کا احاطہ تو مجھ جیسے ناکارہ کے امکان سے خارج ہے۔ یہ بھی خیال ہے کہ اگر ان کو کچھ تفصیل سے لکھا جائے تو دیکھنے والے اکتا جائیں گے اور اس زمانہ میں دینی امور سے جس قدر بے التفاتی ہے وہ محتاج بیان نہیں علم وعمل دونوں میں جس قدر بے پرواہی دین کے بارے میں بڑھتی جا رہی ہے وہ ہر شخص اپنی ہی حالت میں غور کرنے سے معلوم کر سکتا ہے۔ لہٰذا برکات رمضان کے بارے میں چند احادیث کا ذکر کر دینا ہی مناسب ہوگا۔ حق تعالیٰ شانہٗ اپنی کرم وہ اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اس کو قبول فرمائیں۔ اور تمام مسلمانوں اور مجھ سیہ کار کو بھی ان کی برکات سے انتفاع کی توفیق عطا فرما دیں۔ آمین ثم آمین

حدیث نمبر ۱۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہم لوگوں کو وعظ فرمایا۔ کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آ رہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے، بہت مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض فرمائے ہیں اور اس کی راتوں کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا تقرب حاصل کرے، وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا ہو۔ اور جو شخص اس ماہ میں کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کرنے کا ہے۔ اس ماہ میں مومن رزق بڑھایا جاتا ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لئے گناہوں سے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا۔ اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ملے گا۔ مگر اس روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو آپؐ نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کر کھلانے پر موقوف نہیں) ایک کھجور سے کوئی افطار کرا دے یا ایک گھونٹ پانی پلا دے یا ایک گھونٹ لسی پلا دے تو الخ حل

اس پر بھی مرحمت فرما دیتے ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے۔ جو شخص اس مہینے میں ہلکا کر دے اپنے غلام کے بوجھ کو تو حق تعالیٰ اس کی مغفرت فرماتے ہیں اور آگ سے آزادی فرماتے ہیں اور فرمایا کہ چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھا کرو۔ جن میں سے دو چیزیں تو اللہ کی رضا کے واسطے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو۔ وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور آگ سے پناہ مانگو۔ پھر فرمایا کہ جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلا دے حق تعالیٰ (قیامت کے روز) میرے حوض کوثر سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

(باقی صہ ۱۲ پر)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء و نزول من السماء

میاں عبدالرحمٰن صاحب لودھیانوی عثمانیہ کالج شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً

امابعد حضرات! عمران دو گذرے ہیں ایک تو حضرت موسیٰ ؑ کے والد تھے۔ دوسرے حضرت مریم ؑ کے والد۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹوں حضرت اسحٰق و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی اولاد ہی میں سے تمام انبیاء ؑ و رسل آئے۔ حضرت مسیح ؑ جب صرف ماں سے پیدا ہوئے تو ان کا سلسلہ نسب بھی ماں ہی کی طرف سے لیا جائے گا۔ نہ کہ معاذ اللہ خدا کی طرف سے۔ اور ظاہر ہے کہ ان کی والدہ مریم صدیقہ ؑ کے باپ عمران ؑ کا سلسلہ آخر حضرت ابراہیم ؑ پر ختم ہوتا ہے۔ اس لئے آل عمران آل ابراہیم ؑ کی شاخ ہوئی۔

عمران ؑ کی بیوی کا نام حنّہ تھا۔ یہ فاقوذا کی بیٹی تھی۔ اس نے اپنے زمانے کے رواج کے مطابق منّت مانی تھی کہ خداوندا جو بچہ میرے پیٹ میں ہے میں اسے تیرے نام پر آزاد کرتی ہوں اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ تمام دنیوی مشاغل اور قید نکاح وغیرہ سے آزاد رہ کر ہمیشہ خدا کی عبادت اور مخلوق کی خدمت میں لگا رہے گا۔ اے اللہ! تو اپنی مہربانی سے میری نذر قبول فرما۔ تو میری عرض کو سنتا ہے اور میری نیت و اخلاص کو جانتا ہے گویا ایک لطیف پیرائے میں دعا تھی کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہو کیونکہ اس خدمت کے لئے لڑکیاں قبول نہیں کی جاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمالی۔ حدیث میں ہے کہ:-

”آدمی کا بچہ ولادت کے وقت جب ماں سے جدا ہو کر زمین پر آ رہتا ہے تو اسے شیطان مس کرتا ہے۔ مگر . . .
حضرت عیسیٰ ؑ اور حضرت مریم ؑ مستثنیٰ ہیں . .“

لیکن حنّہ کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ حق تعالیٰ نے لڑکے سے بڑھکر اسے قبول کیا۔ بیت المقدس کے مجاورین کے دلوں میں ڈال دیا کہ عام دستور کے خلاف لڑکی کو قبول کرلیں اور ویسے بھی مریم ؑ کو مقبول صورت بنایا اور اپنے مقبول بندے زکریا ؑ کی کفالت میں دے دیا۔ جسمانی، روحانی، علمی، اخلاقی ہر حیثیت سے غیر معمولی طور پر بڑھایا۔

جب مجاورین میں مریم ؑ کی پرورش کے متعلق اختلاف ہوا تو قرعہ انتخاب بحکم الٰہی حضرت زکریا ؑ کے نام نکلا۔ تاکہ لڑکی اپنی خالو کی آغوش شفقت میں تربیت پائے اور حضرت زکریا ؑ کے علم و دیانت سے مستفید ہو۔ جب مریم ؑ سیانی ہوئی تو مسجد کے پاس ان کے لئے ایک حجرہ مخصوص کر دیا گیا اور مریم ؑ دن بھر وہاں عبادت وغیرہ میں مشغول رہتی اور رات اپنی خالہ کے گھر گذارتی۔ مریم ؑ کے پاس خلاف موسم میوے آتے گرمی کے پھل سردی میں، اور سردی کے پھل گرمی میں۔ حضرت زکریا ؑ از راہ تعجب مریم ؑ سے پوچھنے لگے کہ مریم ؑ! یہ چیزیں تمہیں کہاں سے پہنچتی ہیں۔ کہنے لگیں یہ اللہ کے پاس سے آتی ہیں۔ اللہ جس کو چاہے۔ بے روزی مہیا فرمائے۔ حضرت زکریا ؑ بالکل بوڑھے ہو چکے تھے ان کی بیوی بانجھ تھی اولاد کی کوئی ظاہری امید نہ تھی۔ مریم ؑ کی نیکی اور برکت اور یہ کرامت دیکھ کر یکایک قلب میں ایک جوش اٹھا اور فوری تحریک ہوئی کہ میں بھی اولاد کی دعا کروں۔ امید ہے مجھے بھی بے موسم پھل مل جائے یعنی بڑھاپے میں اولاد مرحمت ہو۔ دعا قبول ہوئی۔ بشارت ملی کہ لڑکا پیدا ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا جس کا نام یحییٰ رکھا گیا۔

حضرت یحییٰ نے لوگوں کو پہلے سے ہی خبر دے دی تھی کہ مسیح پیدا ہونے والے ہیں۔ حضرت یحییٰ ؑ کی پیدائش حضرت عیسیٰ ؑ کی تمہید تھی۔

فرشتوں نے مریم ؑ سے کہا کہ اللہ نے تجھے پہلے دن سے انتخاب کرلیا کہ باوجود لڑکی ہونے کے اپنی نیاز میں قبول کیا طرح طرح کے احوال رفیعہ اور کرامات عنایت فرمائیں، ستھرے اخلاق، پاکیزہ طبیعت اور ظاہری و باطنی نزاہت عطا فرما کر اپنی مسجد کی خدمت کے لائق بنایا اور بعض وجوہات کی بناء پر جہان کی عورتوں پر تجھکو فضیلت بخشی۔ سب سے بڑھکر تجھ میں ایسی قابلیت رکھی کہ بغیر بشر کے چھونے کے صرف تمہارے بطن ہی سے حضرت مسیح ؑ جیسے اولوالعزم پیغمبر پیدا ہوں۔ یہ امتیاز دنیا میں کسی عورت کو حاصل نہیں ہوا۔ خدا نے جب ایسی عزت اور بلند مرتبہ تجھکو عطا فرمایا تو تجھے چاہئے کہ ہمیشہ اخلاص و تذلل کے ساتھ اپنے پروردگار کے آگے جھکی رہے اور وظائف عبودیت کے انجام دینے میں بیش از بیش سرگرمی دکھلائے تاکہ حق تعالیٰ نے تجھے جس امر عظیم کے بروئے کار لانے کا ذریعہ تجویز کیا ہے۔ وہ ظہور پذیر ہو۔

جب حضرت مریم ؑ نذر میں قبول کر لی گئیں تو مسجد کے مجاورین میں جھگڑا ہوا کہ انہیں کس کی پرورش میں رکھا جائے آخر قرعہ اندازی کی نوبت آئی سب نے اپنے اپنے قلم جن سے تورات لکھتے تھے پانی میں چھوڑ دیئے کہ جس کا قلم پانی کے بہاؤ پر نہ بہے بلکہ الٹا پھر جائے اسی کو حقدار سمجھیں۔ اس میں بھی قرعہ حضرت زکریا ؑ کے نام نکلا اور حق حقدار کو پہنچ گیا۔

لفظ مسیح، اصل عبرانی زبان میں ”ماشیح“ یا ”مشیحا“ تھا جس کے معنی ”مبارک“ کے ہیں۔ عربی زبان میں اسے مسیح کہا گیا۔ قرآن کریم نے ابن مریم ؑ کو حضرت مسیح کے لئے بطور جزء علم کے استعمال کیا ہے کیونکہ خود مریم ؑ کو بشارت سناتے وقت یہ کہا کہ تجھے کلمۃ اللہ کی خوشخبری دی جاتی ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا۔ باپ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی نسبت صرف ماں ہی کی طرف ہوا کرے گی جس کہ لوگوں کو خدا کی یہ آیت عجیبہ ہمیشہ یاد دلانے اور مریم ؑ کی بزرگی ظاہر کرنے کے لئے گویا نام کا جزو بنا دی گئی اور اطمینان دلایا کہ خدا اس کو نہ صرف آخرت میں بلکہ دنیا میں بھی بڑی عزت و وجاہت عطا کرے گا۔ اور دشمنوں کے سارے الزام جھوٹے ثابت کرے گا۔ جو لوگ وجیہ کہلاتے ہیں۔ انکو حق تعالیٰ خصوصی طور پر جھوٹے طعن و تشنیع یا الزامات سے بری کرتا ہے۔ حضرت مسیح ؑ کے نسب پر جو خبیث باطن طعن کریں گے یا خدا کو یا کسی انسان کو جھوٹ موٹ ان کا باپ بتلائیں گے، یا خلاف واقع ان کو مصلوب و مقتول یا بحالت زندگی مردہ کہیں گے یا الوہیت و ابنیت وغیرہ کے باطل عقائد کی مشرکانہ تعلیم ان کی طرف منسوب کریں گے۔ اس طرح کے تمام الزامات سے حق تعالیٰ دنیا اور آخرت میں علانیہ بری ظاہر کر کے ان کی وجاہت و نزاہت کا علیٰ رؤس الاشہاد اظہار فرمائے گا۔ جو وجاہت ان کو ولادت و بعثت کے بعد دنیا میں حاصل ہوئی اس کی پوری پوری تکمیل نزول کے بعد ہوگی۔ جیسا کہ اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے پھر آخرت میں خصوصیت کے ساتھ ان سے ءانت قلت للناس اتخذونی الٰہ کا سوال کر کے اور انعامات خصوصی یاد دلا کر تمام اولین و آخرین کے روبرو وجاہت و کرامت کا اظہار کرے گا۔ اور نہ صرف یہ کہ دنیا و آخرت میں با وجاہت ہوں گے بلکہ خدا تعالیٰ کے اخص خواص مقربین میں انکا شمار ہوگا۔

پہلے ماں کی گود میں اور پھر ادھیڑ عمر میں (بعد نزول من السماء) بڑے ہو کر عجیب و غریب باتیں کریں گے ان الفاظ سے فی الحقیقت مریم ؑ کی پوری تسکین کر دی گئی کہ گذشتہ بشارات سے ممکن تھا یہ خیال کرتیں کہ وجاہت تو جب ہی حاصل ہوگی مگر یہاں تو ولادت کے بعد ہی طعن و تشنیع کا ہدف بننا پڑے گا۔ اس وقت برأت کی کیا صورت ہوگی؟ اس کا جواب دے دیا کہ گھبراؤ نہیں تمکو زبان ہلانے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ بلکہ تم کہہ دینا کہ آج روزہ رکھ چھوڑا ہے کلام نہیں کر سکتی۔ بچہ خود جوابدہی کرے گا چنانچہ لوگ کہنے لگے کہ اے مریم! تیرا باپ پاکباز تھا۔ ماں پارسا تھی بھائی ایسا نیک ہے، پھر یہ حرکت تجھ سے کیونکر سرزد ہوئی مریم ؑ نے ہاتھ سے بچے کی طرف اشارہ کیا کہ خود اس سے دریافت کرلو۔ وہ کہنے لگے بھلا ایک گود کے بچہ سے ہم کیسے سوال و جواب کر سکتے ہیں؟ قوم کی طرف سے یہ گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ خود مسیح ؑ کو حق تعالیٰ نے گویا کر دیا۔ آپ نے اس وقت جو کچھ فرمایا اس میں تمام غلط اور فاسد خیالات کا رد تھا۔ جو آئندہ ان کی نسبت قائم ہونے والے تھے۔ کہنے لگے میں اللہ کا بندہ ہوں یعنی خود اللہ یا اللہ کا بیٹا نہیں ہوں اور مجھکو خدا نے نبی بنایا۔

پھر جب مریم ؑ بولیں مجھے کیسے بیٹا ہو سکے لڑکا کہاں سے ہوگا۔ مجھکو تو کسی آدمی نے ہاتھ نہیں لگایا؟ فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے جو چاہے۔ جب ارادہ کرتا ہے کسی کام کا تو یہی کہتا ہے اس کو کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ؑ کو کئی معجزات عطا فرمائے:-

(۱) مٹی سے پرندہ کی شکل بنا کر اس میں پھونک مارتے تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا۔

(۲) مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اللہ کے حکم سے راضی کر دیتے

(۳) مُردے کو اللہ کے حکم سے زندہ کر دیتے۔

(۴) جو کچھ کوئی کھا کر آئے یا گھر میں ذخیرہ بنائے وہ بھی بتلا دیتے

اس زمانہ میں اطباء و حکماء کا زور تھا۔ حضرت مسیح ؑ کو ایسے معجزات مرحمت ہوئے جو لوگوں پر ان کے سب سے زیادہ اثر انداز تھے جن میں حضرت مسیح ؑ کا نمایاں غلبہ ثابت کریں۔ حضرت مسیح

کا بن باپ کے پیدا ہونا ، یا مادر زاد اندھوں کو بینا کرنا اور مردوں کو زندہ کر دکھانا اہل اسلام میں تمام سلف و خلف کے نزدیک مسلم رہا ہے۔

یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے خلاف طرح طرح کی سازشیں اور خفیہ تدبیریں شروع کر دیں حتیٰ کہ بادشاہ کے کان بھر دیئے کہ یہ شخص (معاذ اللہ) ملحد ہے تورات کو بدلنا چاہتا ہے سب کو بے دین بنا کر چھوڑے گا۔ بادشاہ نے مسیحؑ کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ اُدھر یہ ہو رہا تھا اور اِدھر حق تعالیٰ کی لطیف و خفیہ تدبیر ان کے مقابلہ میں اپنا کام کر رہی تھی۔ بے شک خدا کی تدبیر سب سے بہتر اور مضبوط ہے۔ جسے کوئی توڑ نہیں سکتا بادشاہ نے لوگوں کی ڈیوٹی لگائی کہ مسیحؑ کو پکڑیں سولی پر چڑھائیں اور ایسی عبرتناک سزائیں دیں جسے دیکھ کر دوسرے لوگ اس کی پیروی کرنے سے رک جائیں ——— خداوند قدوس نے اس کے جواب میں مسیحؑ کو مطمئن فرما دیا کہ میں ان اشقیاء کے ارادوں اور منصوبوں کو خاک میں ملا دوں گا۔ یہ چاہتے ہیں کہ تجھے پکڑ کر قتل کر دیں اور پیدائش و بعثت سے جو مقصود ہے پورا نہ ہونے دیں اور اس طرح خدا کی نعمت عظیمہ کی بے قدری کریں۔ لیکن میں ان سے اپنی یہ نعمت لے لوں گا تیری عمر مقرر اور جو مقصد عظیم اس سے متعلق ہے پورا کر کے رہوں گا۔ اور تجھ کو پورا صحیح و سالم لے جاؤں گا کہ دشمن تیرا بال بیکا نہ کر سکیں گے بجائے اس کے کہ دملے جائیں خدا تجھکو اپنی پناہ میں لے گا۔ وہ صلیب پر چڑھانا چاہتے ہیں خدا تجھکو آسمان پر چڑھائے گا۔ ان کا ارادہ ہے کہ رسوا کن اور عبرتناک سزائیں دے کر لوگوں کو تیرے اتباع سے روکیں لیکن خدا ان کے ناپاک ہاتھ تیرے تک نہ پہنچنے دے گا۔ بلکہ اس گندے اور نجس مجمع سے تجھکو بالکل صاف اور پاک اٹھا لے گا اور اس کے بجائے کہ تیری بے عزتی ہو اور لوگ ڈر کر تیرے اتباع سے رک جائیں تیرا اتباع کرنے والوں اور نام لینے والوں کو قریب قیامت تک منکروں پر غالب و قاہر کروں گا۔ چنانچہ تیرا انکار کرنے والے یہود اور اقرار کرنے والے مسلمان یا نصاریٰ دنیا میں رہیں گے ہمیشہ انکار کرنے والے منکرین پر نالاں و غالب رہیں گے۔ بعدہٗ ایک وقت آئے گا جب تجھکو تیرے موافق و مخالف سب لوگوں کو میرے حکم کی طرف لوٹنا ہے۔ اس وقت میں تمہارے سب جھگڑوں کا دو ٹوک فیصلہ کروں گا۔ اور سب اختلافات ختم کر دیئے جائیں گے یہ فیصلہ کب ہوگا آخرت سے پیشتر دنیا ہی میں اس کا نمونہ شروع کر دیا جائے گا۔ یعنی اس وقت تمام کافر عذاب شدید کے نیچے ہوں گے۔ کوئی طاقت ان کی مدد اور فریاد کو نہ پہنچ سکیگی اس کے بالمقابل جو ایمان والے ہیں گے ان کو دنیا و آخرت میں پورا پورا اجر دیا جائے گا اور بے انصاف ظالموں کی جڑ کاٹ دی جائے گی۔ آخر امت مرحومہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ جب یہود نے اپنی ناپاک تدبیریں پختہ کر لیں تو حق تعالیٰ نے حضرت مسیحؑ کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا نبی کریمؐ کی متواتر احادیث کے موافق قیامت کے قریب جب دنیا کفر و ضلالت اور دجل و شیطنت سے بھر جائیگی، خدا تعالیٰ خاتم الانبیاء بنی اسرائیل یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کو خاتم الانبیاء علی الاطلاق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک نہایت وفادار جرنیل کی حیثیت میں نازل کر کے دنیا کو دکھلا دے گا۔

برکاتِ رمضان

(صـ۱۲ سے آگے)

اس حدیث سے چند امور قابل غور ہیں۔

اوّل تو حضورؐ کا اہتمام کہ شعبان کی آخری تاریخ میں خاص طور سے اس کا وعظ فرمایا اور لوگوں کو تنبیہ فرمائی تاکہ رمضان المبارک کا ایک سکنڈ بھی غفلت سے نہ گزرنے پائے۔

پھر اس وعظ میں تمام مہینے کی فضیلت بیان فرمانے کے بعد چند اہم امور کی طرف خاص طور پر توجہ فرمائی سب سے اوّل شب قدر کہ وہ حقیقت میں بہت ہی اہم رات ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ اللہ نے رمضان شریف کے روزے کو فرض فرمایا اور قیام یعنی تراویح کو سنت کیا اس سے معلوم ہوا۔ کہ تراویح کا ارشاد بھی خود حق تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

پھر بعض روایات میں حضورؐ نے اسکو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے کہ میں نے سنت کیا اُن سے مراد تاکید ہے کہ حضورؐ اس کی تاکید فرماتے تھے۔ اسی وجہ سے سب ائمہ اس کے سنت ہونے پر متفق ہیں۔

حضورؐ نے روزہ اور تراویح کا ذکر فرمانے کے بعد عام فرض اور نفلی عبادات کے اہتمام کی طرف توجہ فرمائی کہ اس میں ایک نفل کا ثواب دوسرے مہینوں کے فرائض کے برابر ہے۔ اور اس کے ایک فرض کا ثواب دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر ہے۔ اس جگہ ہم لوگوں کو اپنی اپنی عبادات کی طرف بھی ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اس مبارک مہینے میں فرائض کا ہم سے کس قدر اہتمام ہوتا ہے اور نوافل میں کتنا اضافہ ہوتا ہے فرائض میں تو ہمارے اہتمام کی یہ حالت ہے کہ سحری کھانے کے بعد جو سوتے ہیں تو اکثر صبح کی نماز قضا ہو گئی اور کم از کم جماعت تو اکثروں کی فوت ہو ہی جاتی ہے گویا سحری کھانے کا یہ شکریہ ادا کیا کہ اللہ کے سب سے مہتم بالشان فرض کو یا تو بالکل قضا کر دیا۔ یا کم از کم ناقص کر دیا کہ بغیر جماعت کے نماز پڑھنے کو اہل اصول نے ادا ناقص فرمایا ہے اور حضورؐ کا تو ایک جگہ ارشاد ہے کہ: مسجد کے قریب رہنے والوں کی تو نماز بغیر مسجد کے ہوتی ہی نہیں مظاہر حق میں لکھا ہے کہ جو شخص بغیر عذر کے بدون جماعت نماز پڑھتا ہے۔ اس کے ذمہ سے فرض تو ساقط ہو جاتا ہے مگر اس کو نماز کا ثواب نہیں ملتا۔ اسی طرح دوسری نماز مغرب کی بھی جماعت اکثروں کی افطار کی نذر ہو جاتی ہے دو رکعت اولیٰ یا تکبیر اولیٰ کا تو ذکر ہی کیا ہے بہت سے مسلمان تو تراویح پڑھتے ہی نہیں۔

یہ تو رمضان المبارک میں ہماری نماز کا حال ہے۔ اسی طرح ظہر کی نماز قیلولہ کی نیند اور عصر کی جماعت افطاری کا سامان خریدنے کی نذر ہوتے ہوئے ان گنہگار آنکھوں نے دیکھا ہے اسی طرح اور فرائض پر آپ خود غور فرمالیں کہ کتنا اہتمام رمضان المبارک میں ان کا کیا جاتا ہے اور جب فرائض کا یہ حال ہے تو نوافل کا کیا پوچھنا۔ اشراق اور چاشت تو رمضان المبارک میں سونے کی نذر ہو ہی جاتی ہیں اور اوابین کا کیسے اہتمام ہو سکتا ہے جبکہ ابھی روزہ کھولا ہے اور آئندہ تراویح کا سہم ہے اور تہجد کا وقت تو ہے ہی عین سحری کھانے کا۔ پھر نوافل کی گنجائش کہاں؟ لیکن یہ سب باتیں بے توجہی اور نہ کرنے کی ہیں کہ

تو ہی اگر نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں۔

جو لوگ دنیوی مشاغل سے مجبور نہیں ہیں کیا ہی اچھا ہو کہ گیارہ مہینے ضائع کر دینے کے بعد ایک مہینہ مرنے کی کوشش کریں۔ ملازم پیشہ حضرات دفتر، سکول اور کالج وغیرہ سے فرصت پا کر باقی وقت اگر اس مبارک ماہ میں تلاوت قرآن میں خرچ کر دیں تو کیا دقت ہے آخر دنیوی ضرورت کے لئے دفتر کے علاوہ اوقات میں سے وقت نکالا ہی جاتا ہے۔ اور کھیتی باڑی کرنے والے نہ تو کسی کے نوکر نہ اوقات کے تغیر میں ان کو ایسی پابندی کہ اس کو بدل نہ سکیں یا کھیتی پہ بیٹھے بیٹھے تلاوت نہ کر سکیں اور تاجروں کے لئے تو اس میں کوئی دقت ہی نہیں کہ اس مبارک مہینے میں دکان کا وقت تھوڑا سا کم دیں یا کم از کم دکان ہی پہ تجارت کے ساتھ تلاوت بھی کرتے رہا کریں کہ اس مبارک مہینے کو کلام الٰہی کے ساتھ بہت خاص مناسبت ہے۔

اسی وجہ سے عموماً اللہ جل شانہٗ کی تمام کتابیں اسی ماہ میں نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر تمام کا تمام اسی ماہ میں نازل ہوا۔ اور وہاں سے حسب موقع تھوڑا تھوڑا ۲۳ سال میں نازل ہوا۔ اس کے علاوہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے اسی ماہ کی یکم یا تین تاریخ کو عطا ہوئے حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور ۱۸ یا ۱۲ رمضان کو ملی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ ۶ رمضان المبارک کو عطا ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل ۱۲ یا ۱۳ رمضان المبارک کو ملی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو کلام الٰہی کے ساتھ خاص مناسبت ہے اسی وجہ سے تلاوت کی کثرت اسی مہینے میں منقول ہے۔ اور مشائخ کا یہی معمول رہا ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال رمضان شریف میں تمام قرآن شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سناتے تھے۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ حضورؐ سے جبرئیلؑ سنتے تھے تلاوت کا خاص اہتمام جتنا بھی ممکن ہو سکے کرے اور جو وقت تلاوت سے بچے اس کو بھی ضائع کرنا مناسب نہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی حدیث کے آخر میں چار چیزوں کی طرف خاص طور سے متوجہ فرمایا ہے۔ اور اس ماہ میں ان کی کثرت کا حکم فرمایا ہے۔ کلمہ طیبہ اور استغفار اور جنت کے حصول اور دوزخ سے بچنے کی دعا۔ اس لئے جتنا وقت بھی مل سکے ان چیزوں (اذکار) میں صرف کرنا سعادت سمجھے۔ اور یہی حضورؐ کے ارشاد مبارک کی قدر ہے کہ اپنے دنیوی کاروبار میں مشغول رہتے ہوئے بھی زبان سے درود شریف یا کلمہ طیبہ کا ورد کرتا رہے۔

بقیہ حضرت عیسیٰ کا رفع الی السماء و نزول من السماء کہ انبیائے سابقین کو بارگاہ خاتم النبیین کے ساتھ کس قسم کا تعلق ہے حضرت مسیحؑ دجال کو قتل کریں گے اور اس کی پیروی کرنے والے یہود کو چن چن کے ماریں گے کوئی یہودی جان نہ بچا سکیگا شجر و حجر پکار اٹھیں گے کہ ہمارے پیچھے یہودی کھڑا ہے قتل کرو حضرت مسیحؑ صلیب کو توڑینگے نصاریٰ کے غلط عقائد و خیالات کی اصلاح کر کے تمام دنیا کو ایمان کے راستہ پر ڈال دیں گے اس وقت تمام جھگڑوں کا فیصلہ ہو کر اور مذہبی اختلافات مٹ کر خدا کا ایک سچا دین اسلام رہ جائے گا۔ (باقی)

الاستفتاء

از حضرت مولانا محمد علی صاحب خطیب سنہری مسجد لاہور

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شریعت میں جو نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کی کیا ضرورت ہے اور اگر کسی نے ویسے کسی عورت سے تعلقات قائم کئے تو بظاہر وہ بھی جوڑا ہے۔ تو پھر موجودہ رسمی نکاح کی کیا ضرورت ہے؟ نکاح کے مقاصد کیا ہیں؟ نیز جو لوگ اپنی زوجہ کو ماں بہن کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں ان سے طلاق واقع ہوتی ہے یا کفارہ دینا پڑتا ہے؟

سائل :- عبد الشکور از مردان پشاور ڈویژن مغربی پاکستان

الجواب ھو الموفق للصواب

مرد اور عورت کے آپس میں مل جل کے جو مقاصد ہیں وہ شرعی نکاح ہی سے پورے ہو سکتے ہیں۔ بغیر شرعی نکاح کے وہ مقاصد پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اب احقر نکاح کے مقاصد مختصراً عرض کرتا ہے۔

سب سے پہلے میں سورہ مجادلہ کے متعلق تفسیراً کچھ عرض کرتا ہوں۔ قال اللہ تعالیٰ۔ قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھا و تشتکی الی اللہ واللہ یسمع تحاورکما ان اللہ سمیع بصیر الآیۃ۔ ترجمہ۔ اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں تم سے جھگڑتی اور خدا سے فریاد کرتی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ بے شک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ انتہیٰ

تفسیر۔ تحاور کہتے ہیں، دو شخصوں میں سے ایک کا دوسرے کو جواب دینا۔ اور کلام کی تردید کرنا۔ اسی سے محاورہ ہے۔ اس کے لغوی معنی رجوع کے ہیں۔ اسی معنی میں وہ مشہور حدیث ہے۔ اللّٰھم انی اعوذبک من الحور بعد الکور

نکاح کا مقصد۔ نکاح کا مطلب یہ ہے کہ مرد اور عورت ایک معاہدہ کرتے ہیں۔ اس پر اپنے تعلقات و رابطہ کی بنا رکھتے ہیں کہ اپنے گھر کی اصلاح کریں، اور اپنی اولاد کو اس چار دیواری میں ایسی تعلیم دیں کہ وہ باہر نکل کر جہانگیری و جہانداری کے فرائض صحیح ادا کرنے کے قابل ہوں۔ یہ غرض صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے کہ خاوند اور بیوی اپنے آپ کو ایک ہی جسم کے دو ٹکڑے تصور کریں اور ہر اس بدعملی و بدکرداری سے الگ رہیں جو اس اتحادِ عمل میں رخنہ انداز ہو۔ ایک شخص تمام عمر اپنی بیوی کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے۔ اس سے خدمت لیتا اور لذتِ نفس حاصل کرتا ہے۔ مگر جب وہ بوڑھی ہو جاتی ہے، اور اس کے کام کی نہیں رہتی تو احسان و مروت کی بجائے اسکو گھر سے نکالنے کی فکر کرتا ہے اور اس سے ایسی باتیں کہتا ہے جو صراحتہً قانون کے خلاف ہوں اور جس سے نہ صرف قانونِ نکاح درہم برہم ہو بلکہ شیرازۂ قوم بھی بکھر جائے۔

عرب میں دورِ جاہلیت عورتوں کے لئے انواع و اقسام کے عذابِ الٰہی کا زمانہ تھا۔ ان کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی۔ اگر ایک شخص غصہ کی حالت میں اپنی بیوی سے یہ کہہ دیتا کہ تو میرے لئے میری ماں کی پشت کی طرح ہے تو یہ الفاظ طلاق تھے۔ اور عورت کو الگ ہونا پڑتا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ قانون شر انگیز اور

قومی نظام کیلئے نقصان رساں تھا۔

حضرت خولہؓ بنت ثعلبہ کو ان کے خاوند اوسؓ بن صامت نے یہی کہا تھا۔ وہ اپنی شکایت لے کر دربارِ رسالتؐ میں حاضر ہوئیں۔ اس وقت تک اسلام میں ظہار کے متعلق کوئی قانون نہ تھا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دستورِ جاہلیت کے مطابق جواب دیا مگر اس سے خولہؓ کا اطمینان نہ ہوا۔ اس لئے کہ وہ اصلاح کی طلبگار تھیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا اور جن بدترین حالات میں سے عرب کی عورتیں گزر رہی تھیں ان کو دیکھ رہا تھا۔ اس لئے وقت آگیا کہ اس رسمِ بد کو مٹا دیا جائے۔

حضرت خولہؓ بنت ثعلبہ کا ایک واقعہ :- ایک مرتبہ حضرت عمرؓ رؤسائے قریش کے ساتھ گدھے پر سوار بازار سے گزر رہے تھے کہ انہیں ایک بڑھیا مل گئی۔ اس نے حضرت عمرؓ کو ٹھہرایا اور دیر تک نصیحت کرتی رہی۔ کسی نے آپؓ سے کہا کہ خواہ مخواہ آپ ایک بڑھیا کی خاطر اتنی دیر تک کھڑے رہے۔ آپ نے فرمایا تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ خولہؓ بنت ثعلبہ ہیں جن کی بات کو اللہ نے سات آسمان کے اوپر سن لیا تھا۔ کیا عمرؓ اس کی بات نہ سنے گا!

ظہار کے متعلق تحقیقِ قرآنی

الذین یظاھرون منکم من نسآئھم ماھن امھتھم ان امھتھم الا الّٰئی ولدنھم وانھم لیقولون منکراً من القول وزوراً وان اللہ لعفو غفور ؕ

ترجمہ۔ جو لوگ تم میں سے اپنی بیبیوں کے ساتھ ظہار کر بیٹھیں۔ وہ ان کی مائیں نہیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے۔ ہاں انہوں نے ایک بیہودہ اور جھوٹی بات کہی اور بے شک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔ (انتہیٰ)

ظہار کی لفظی تحقیق

یظاھرون - ظہار دراصل ظہر سے ہے جس کے معنی پیٹھ کے ہیں۔ شریعت میں اس سے مراد یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی سے کہے "انتِ علیّ کظھر امی" یعنی تو میری ماں کی جگہ ہے۔ ان الفاظ کے کہہ دینے سے زمانہ جاہلیت میں میاں بیوی الگ ہو جاتے تھے۔ اسلام نے اس کو طلاق تسلیم نہیں کیا۔ مگر چونکہ یہ بہت لغو اور بُری بات تھی۔ اس لئے اس کو روکنے کے لئے کفارہ مقرر کر دیا۔ جس کی تفصیل آگے آئے گی۔ جو لوگ اپنی بیویوں کو یہ کہتے ہیں "انت علیّ کظھر امی" اور یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ان کی بیوی ان کی حقیقی ماں کی طرح حرام ہو گئی تو وہ یقین کر لیں کہ ایسا ہونا ممکن نہیں۔ ماں وہی ہے جس کے پیٹ سے تم پیدا ہوئے ہو۔ یہ باتیں بیہودہ اور لغو ہیں صریح کذب و افتراء ہیں۔ بھلا وہ عورت جو تمام عمر تمہاری محلِ وطی رہی ہو، صرف اتنا کہہ دینے سے ماں بن جائے گی۔ ہرگز نہیں۔ جاہلیت کا دور ختم ہو گیا۔ اسی میں یہ نیاکن رسمیں جاری تھیں۔ اس وقت تک جو کچھ قانون کے خلاف ہوا ہے اللہ اس سے درگزر کرتا ہے۔ مگر آئندہ اس کا ارتکاب نہ کرنا۔

کفارۂ ظہار

اگلی آیات میں عفو و مغفرت کی شکل بیان کی جاتی ہے۔

والذین یظاھرون من نسآئھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا ذالکم توعظون بہ واللہ بما تعملون خبیر۔ فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین من قبل ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکیناً ذالک لتومنوا باللہ ورسولہ وتلک حدود اللہ وللکٰفرین عذاب الیم۔

ترجمہ اور جو لوگ اپنی بیبیوں سے ظہار کرتے ہیں۔ پھر لوٹ کر وہی کرنا چاہتے ہیں جس کو کہہ چکے ہیں تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے مرد کو ایک بردہ آزاد کرنا ہے تم کو یہ نصیحت کی جاتی ہے۔ اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو۔ اللہ کو اس کی خبر ہے پھر جسکو میسر نہ ہو تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے لگاتار دو مہینے روزے رکھے اور جس سے نہ ہو سکیں تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے یہ اس لئے کہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ۔ اور یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں اور جو لوگ منکر ہیں ان کو عذاب دردناک ہے۔ انتہیٰ۔

جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرنے کے بعد ان کی طرف پھر لوٹنا چاہیں تو جب تک وہ ایک غلام آزاد نہ کر لیں انہیں اختلاط کرنے کی اجازت نہیں اور یہ سختی اس لئے جائز رکھی گئی ہے۔ کہ تمہیں عبرت اور بصیرت پیدا ہو۔ آئندہ بے سوچے سمجھے قانون توڑنے نہ لگ جاؤ۔ تمہاری اس بے راہروی کو روکنے کی یہی سب سے عمدہ تدبیر ہے۔ اگر تم غلام آزاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تو بیوی کو ہاتھ لگانے سے قبل مسلسل دو ماہ کے روزے رکھو تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے۔ کہ قانون کو توڑ دینا آسان نہیں۔ بلکہ اس کا احترام ضروری ہے۔ اور اگر روزے بھی نہیں رکھ سکتے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ ان پابندیوں کی غرض یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ کے فیصلوں کو مانتے رہو۔ تمہارے ایمان میں ترقی ہو اور جو لوگ ان قوانین کو توڑیں گے وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ظہار سے روکتا ہے اس لئے کہ یہ منکر اور زور ہے اور قانونِ الٰہی کا توڑنا ہے۔ اگر کوئی اس کا مرتکب ہوتا ہے۔ تو اس کی سزا یہی ہے کہ اس سے رک جائے اور آئندہ یہ حرکت نہ کرے۔ (گذشتہ پر ایک نظر)

نکاح ایک قسم کا معاہدہ ہے جو مرد اور عورت کے درمیان قائم ہوتا ہے اور تقاضائے انسانیت یہی ہے کہ جبتک دونوں اس کو

(باقی ص ۱۸ پر)

دار القضاۃ قبائل

کربوغہ شریف

(از عبد الحنان صاحب مدرس گورنمنٹ مڈل سکول گوگری ضلع کوہاٹ)

(۲)

اثرِ صحبتِ صالح: حسب اہتمام حضرت مولانا مفتی محمد یحییٰ صاحب کے ننگر پہنچے۔ مہمان خانہ میں لے جائے گئے۔ احباب میں سے محمد نفیر محمد صاحب نے مفتی صاحب کے چھوٹے صاحبزادے شرف الدین سلمہ اللہ سے جو کہ قید حیات کے نویں سال کو سر کر چکے ہیں ظریفانہ انداز میں پوچھا۔ "صاحبزادہ صاحب! اتنا تو بتایئے ہاں کہاں سے آیا تھا کہ تم نے صرف ایک سال میں نیا مکان مہمان خانہ اور بڑے بھائی کی شادی بھی کرالی۔ تو خورد سال صاحبزادہ یوں جواب دیتا ہے

"وہ سب رحیمے اللہ نے دیئے تھے"

صاحبزادے کا جواب سن کر میں حیران رہ گیا۔ اور سوچنے لگا کہ اگر یہی سوال کسی ایسے گزیٹڈ افسر کے نوخیز نونہال سے کیا جاتا (جسے کہ ایک کوٹھی ایک دو کاریں نوکر چاکر اور خانگی سب میسر ہوں) تو بلا مبالغہ جواب یوں ہوتا۔

"ابا جی اباڈیڑھ ہزار ماہوار بھی تو لیتے ہیں"

(الا ماشاء اللہ) لیکن بحمد اللہ صالحین کی خورد سال اولاد کا بھی یہ راسخ عقیدہ ہے کہ سب مخلوق کا خالق رازق اور ایک صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے۔ وہی مال و دولت دے سکتا ہے۔ اور جب لینا چاہے تو دیر نہیں لگتی حضرات یہ پاک ہستی علماء اور فقراء کی ہے جہاں کے رہنے والے بچوں کے کردار کی یہ ایک معمولی جھلک ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

جامع مسجد کربوغہ شریف: طعام کھا چکنے کے بعد سوا بارہ بج چکے تھے سب حاضرین مہمان خانہ حضرت مفتی صاحب کی معیت میں برائے نماز جمعہ جامع مسجد کی طرف روانہ ہوئے کربوغہ شریف کی شان اور اولیاء سابقین رحمہم اللہ کی شان کو باقی رکھنے والی ایک یہ مسجد بھی ہے۔ جس نے جنگل میں منگل کا سماں پیدا کر رکھا ہے۔ مسجد کے اندرونی حصے میں تین بڑے گنبد ہیں۔ معماران مسجد نے اپنی قابلیت کے جوہر دکھا کر فن تعمیر کی داد دی ہے۔ یہ شاندار مسجد جس کے اندر اور باہر صحن کے فرش پر سب سفید سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔ آج سے تقریباً چالیس پینتالیس سال قبل بیتے کے لگ بھگ جو کہ حضرت صاحب مبارک کے مریدان خاص تھے ایک لاکھ ۲ دلیس ہزار روپے کے مصرف سے تعمیر کرائی تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کو بنے ہوئے ابھی چند ہی سال گزرے ہیں اس مسجد میں کم و بیش پانچ ہزار آدمی بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں۔ قریب پہاڑ کی چوٹی سے صاف اور شفاف پانی نلکوں کے ذریعہ لاکر مسجد کے صحن میں بنے ہوئے دو بڑے حوضوں میں گرایا جاتا ہے۔ جو کہ بہت ہی خوشنما ہے مسجد کے سامنے کی طرف تین بڑے دروازے ہیں۔ وسطی دروازے پر آٹھ انچ مربع سبز رنگ کا شیشے کی مانند چمکنے والا ایک قیمتی پتھر نصب ہے جو کہ دور سے چمکتا دکھائی دیتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ پتھر مبارک رح کو اپنے مرشد حضرت صاحب سوات سے تحفہ کے طور پر ملا تھا۔ جسے کہ حسب ہدایت مرشد مسجد کے وسطی دروازے پر نصب کیا گیا۔ موجودہ زمانہ کے اندر دس لاکھ کے مصرف سے بھی ایسی مسجد تعمیر کرانا ممکن نہیں۔

عظیم الشان کتب خانہ: جامع مسجد کے پاس پہلو میں ایک عظیم الشان کتب خانہ قائم ہے جس کے اندر چندہ بڑی بڑی الماریاں ہیں جن کے اندر بیرون کی کم و بیش دس ہزار کتب ضخیم کا ذخیرہ ہے۔ صاحب مبارک رح صرف پیر ہی نہ تھے بلکہ بہت بڑے عالم اور مناظر بھی تھے مرحوم نے یہ کتب خانہ اپنی زندگی میں علمی مشاغل کو جاری رکھنے اور تبلیغ دین کی خاطر قائم کیا تھا۔ جو کہ آج بھی آباد ہے۔ اور اللہ سدا آباد رکھے۔ اس کتب خانہ کے انچارج موجودہ سجادہ نشین صاحبزادہ سلطان محمد صاحب کے اتالیق فاضل بے بدل حضرت مولانا مفتی محمد عبد الہادی صاحب فاضل دیوبند ہیں۔ مناظرین اسلام جنہیں اس کفر و الحاد کے دور میں مرزائیت، پرویزیت اور مودودیت جیسی مہلک تحریکوں کے خلاف اجہاد اور مناظرے کرنے پڑتے ہیں موصوف کا پتہ نوٹ فرمائیں "حضرت مولانا مفتی عبد الہادی صاحب انچارج کتب خانہ، کربوغہ شریف ڈاکخانہ خاص ضلع کوہاٹ" انشاء اللہ اس کتب خانہ کی کتب فوائد کی خدمات ہمیشہ پیش پیش رہیں گی۔ فلسفۃ الایمان و فلسفۃ الاسلام پر حضرت صاحب مبارک کے تصنیف کردہ دو ضخیم قلمی نسخے اس کتب خانہ میں موجود ہیں۔ کربوغہ شریف جانے کا میرا مقصد یہی تھا کہ مناظرین اسلام سے کتب خانہ ہذا کو متعارف کرایا جائے۔

حضرت صاحب مبارک رح: نماز جمعہ کے بعد کتب خانہ کی سیر کے دوران میں نے حضرت مولانا مفتی عبد الہادی صاحب سے حضرت صاحب مبارک کی سوانح عمری اور مناقب کے متعلق دریافت کیا موصوف نے بصد افسوس اس امر کا اعتراف کیا کہ مرحوم کے جانشینوں سمیت مریدین میں سے بھی کسی نے اس طرف توجہ نہیں دی کہ کوئی ایسی کتاب مرتب کر دی جاتی جس میں مرحوم کے مناقب اور اقوال زریں درج ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی سن ولادت نامعلوم ہے۔ البتہ آپ کے مرشد حضرت صاحب سوات رح کے مناقب و اقوال کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ میں موجود ہے جو کہ فارسی اور عربی دونوں زبانوں میں مرقوم ہے۔ اور بہترین اقوال کا مجموعہ ہے۔ عام مشہور ہے کہ حضرت صاحب مبارک رح ستر مرتبہ کربوغہ سے سوات پیدل چل کر اپنے پیر و مرشد حضرت صاحب سوات رح کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے جب کبھی بھی اپنے مرشد کی خدمت میں شرف حاضری سے باریاب ہوتے حضرت صاحب سوات رح فرماتے "خٹک! کس لئے آئے ہو"

مرحوم فرماتے آپ کے سلام کے لئے۔ آخر کار اللہ تبارک تعالیٰ نے درجہ کمال تک پہنچا ہی دیا۔ مرحوم نے بارہا تیری اور کرک کے مقامات پر مرزائیوں اور شیعوں کے خلاف مناظرے کئے اور تائید باری سے منکرین حق کو شکست فاش دیتے رہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد یحییٰ صاحب نے آپ کے متعلق آج سے تیس سال قبل کا ایک واقعہ بیان کیا جو کہ مرحوم کی محبت حقانیت کا بین ثبوت ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ مرحوم اپنے مریدین کے ساتھ کسی تبلیغی دورہ سے واپس کربوغہ شریف لا رہے تھے کہ راستے میں شیعہ حضرات کی برات واپس جا رہی تھی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سنی عورت کا شیعہ مرد سے نکاح پڑھا گیا ہے۔ آپ نے ان لوگوں سے بآنگ دہل کہا "کہ سنیوں اور شیعوں کے نکاح آپس میں شرعاً ناجائز ہیں۔ لہٰذا لڑکی کو اس کے والدین کے گھر پہنچا کر خاموشی سے اپنے گھروں کو چلے جاؤ ورنہ تمہاری خیر نہیں"

آپ کے اعلان کی مخالفت کرنے کی کسی کو بھی جرأت نہ ہوئی۔ چنانچہ لڑکی کو واپس والدین کے سپرد کر دیا گیا اور آئندہ کے لئے عوام اور خواص میں یہ چرچا عام ہو گیا کہ اہل سنت والجماعت اور اہل التشیع کے آپس میں رشتے شرعاً ناجائز ہیں۔

آپ کے کشف و کرامات کے متعلق بھی بہت سے واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ صرف ایک واقعہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

ایک دفعہ ایک آدمی کربوغہ کے قریبی پہاڑ میں سے گزر کر آپ کی ملاقات کے لئے آ رہا تھا۔ دیکھا کہ ایک ناواقف عورت بیٹھی اپنے پاؤں سے کانٹا نکال رہی ہے۔ شیطان مردود نے اس شخص کے دل میں وسوسہ ڈالا اور اجنبیہ سے کہنے لگا۔ میں تمہارے پاؤں سے کانٹا نکال دوں۔ سادہ لوح اور نیک دل خاتون اس مکار کی مراد نہ سمجھ سکی اور کہا نکال دو۔ یہ بد اندیش ابھی اس

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

امراۃُ الاسلام

از جناب سید مشتاق حسین صاحب بخاری لاہور

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

(۵)

کثرت عبادت: بہت زیادہ عبادت گزار تھیں۔ نفل نماز اکثر پڑھتیں۔ چاشت کی نماز کا بالخصوص اہتمام فرماتی تھیں۔ ان کے بھتیجے حضرت قاسم (بن محمد بن ابی بکر) کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ سورۂ طور کی اس آیت کو پہروں پڑھتی رہیں اور روتی رہیں" سو ہم پر خدا نے احسان فرمایا اور عذاب دوزخ سے بچالیا"

حضور کے ساتھ تہجد پڑھا کرتی اور آپ کے بعد بھی اُس کا اہتمام فرماتیں، ایک مرتبہ سخت گرمی کے موسم میں عرفہ کے دن روزہ سے تھیں سخت گرمی کی وجہ سے سر پر پانی کے چھینٹے دئیے جا رہے تھے آپ کے بھائی حضرت عبدالرحمن نے کہا کہ نفل روزہ ضروری نہیں ہے افطار کر لو بعد میں رکھ لینا ارشاد فرمایا کہ " حضور سے یہ سننے کے بعد کہ عرفہ کے روزہ سے سال بھر کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں" میں روزہ توڑ دوں گی؟

مسند امام احمد میں درج ہے کہ ایک گھر کرایہ پر دے رکھا تھا معلوم ہوا کہ اس میں کرایہ دار شطرنج کھیلتے ہیں۔ کہلا بھیجا باز آجاؤ ورنہ مکان سے نکلوا دوں گی۔

ایک دن ایک عورت ان کے پاس آئی جس کے ساتھ لڑکی تھی اور اس کے پاؤں میں گھنگرو تھا جو بجتا تھا، فرمایا کہ یا تو اس بچی کو ساتھ نہ لاؤ اور یا اس کا گھنگرو کاٹ دو کیونکہ حضور سے سُنا ہے کہ جہاں گھنگرو ہوں وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

حضرت عائشہ کا پردہ: پردہ کا نہایت درجہ کا اہتمام فرماتی تھیں۔ ایک مثال سنئے:- انہی کے حجرہ میں ان کے شوہر یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدفون تھے۔ اور ان کے والد ماجد جناب صدیق بھی وہیں مدفون ہوتے تھے۔ فرماتی ہیں۔ جب فاروق اعظمؓ انتقال کر کے اس جگہ آرام فرما ہوئے تو میں وہاں اُن کپڑوں میں نہ جاتی تھی جو پہن کر اپنے محرم شوہر یا باپ کے سامنے جاتی تھی بلکہ جناب عمرؓ سے نہ صرف اُن کی زندگی میں بلکہ انتقال کے بعد بھی حجاب فرمایا۔

احکام کی پابندی: حضرت عائشہؓ کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ احکام شرعیہ کو بلا چون و چرا مان لیتی تھیں۔ نہ اُن میں خود دخل دیتیں نہ کسی کو دخل دینے دیتیں۔ اُن کی مشہور شاگرد حضرت معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ اُن سے انہوں نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ اگر ایام نفاس میں روزے آجائیں تو وہ قضا کئے جائیں۔ لیکن نماز معاف ہوجائے۔ آپ نے جواب دیا کہ تم بھی احکام شرعیہ کو اپنی عقل پر پرکھتی ہو۔ حضور کے زمانہ میں جب ہمارے ساتھ یہ صورت پیش آتی تو روزے قضا کرنے کا حکم ملتا اور نماز کی قضا کا نہ کہا جاتا۔

فراست عامہ: بڑی صاحب فراست تھیں بڑے بڑے صحابہؓ عام معاملات میں مشورہ لیا کرتے۔ ایک مرتبہ ایک صحابی اپنا مال تجارت مقررہ جگہ سے کسی دوسری جگہ لے گئے اور واپس آکر یونہی حضرت عائشہؓ سے ذکر کیا آپ نے فرمایا کیوں اپنی گذشتہ تجارت گاہ کو چھوڑتے ہو۔ الیادت کرو۔ کیونکہ سید عالم سے میں نے سُنا ہے کہ جب اللہ تعالے کسی ذریعہ سے تمہارے لئے رزق مقرر کریں تو بلا وجہ اُس ذریعہ کو ترک نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ خود ہی بہتری کے اسباب فرما دیں گے۔

زہد و فقر: جناب عائشہ نے ان گھوارول میں آنکھیں کھولی تھیں جو زہد و فقر کا سر چشمہ تھے۔ خود حضور نبی کریم امام الزاہدین تھے۔ جو دُنیا کی مرغوبات پر زہد و فقر کو ترجیح دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اے عائشہؓ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے ایک فرشتہ کی معرفت مجھ سے دریافت کیا کہ چاہو تو نبوت کے ساتھ بادشاہت بھی مل سکتی ہے۔ میں نے جبرئیل سے مشورہ طلب کیا۔ انہوں نے تواضع اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ لہٰذا میں نے ایسا ہی جواب دیا۔ اس کے بعد حضورؐ کا قاعدہ تھا کہ تکیہ لگا کر کھانا تناول نہیں کرتے تھے۔ اور عام غلاموں کی طرح کھانے اور بیٹھتے تھے۔ تاہم حضورؐ اپنی ازواج کے لئے سال بھر کے روزینہ کا سامان کر دیا کرتے تھے۔ لیکن حضور کی صحبت کا اثر آپ کے ازواج میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ چنانچہ وہ اپنی روزی خیرات فرما دیتی تھیں۔ اور خود تکلیف برداشت فرماتی تھیں۔

ایک دفعہ اپنی بہن کے لڑکے سے فرمایا اے بھانجے! ہم تین تین چاند دیکھ لیتے تھے لیکن گھر میں آگ نہیں جلتی تھی۔ انہوں نے پوچھا خالہ جان! پھر آپ زندہ کیسے رہتی تھیں فرمایا کھجوروں اور پانی پر گزارہ ہوتا تھا۔ یا حضورؐ کے انصار پڑوسی ہمیں کچھ دودھ ہدیۃً بھجوا دیتے اور وہ حضورؐ ہمیں پلا دیتے۔

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ کے گھر والوں پر کئے ماہ گزر جاتے تھے جبکہ نہ چولہے میں آگ ہوتی تھی اور نہ چراغ میں تیل۔ اگر کہیں سے زیتون کا تیل مل جاتا تو بجائے چراغ جلانے کے بدن اور سر پر مل لیا جاتا۔ اگر چربی ملتی تو اسے کھانے کے لئے استعمال کیا جاتا۔

ایک دفعہ بیان کیا کہ یہ کرتا جو میری باندی پہنے ہوئے ہے تقریباً ۵ درہم کا ہے ایک وہ وقت تھا جبکہ ایسا کرتا مدینہ منورہ میں صرف میرے ہی پاس تھا جو شادیوں کے وقت دلہن کی زینت کیلئے مجھ سے مستعار لیا جاتا۔

سخاوت: بہت بڑی سخی تھیں۔ سخاوت کا یہ طریقہ تھا کہ جو کچھ آتا جمع فرماتیں جب خاصی رقم ہوجاتی مستحقین میں بانٹ دیتی تھیں۔ حضرت امیر معاویہؓ نے ایک دفعہ سچے موتیوں کا ایک طبق ہدیۃً ان کے پاس بھیجا۔ جن کی قیمت ایک لاکھ ہوگی۔ انہوں نے قبول کر کے اپنے علاوہ دوسری ازواج میں بانٹ دیا۔

ایک صحابی چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ستّر ہزار کی مالیت ضرورت مندوں پر تقسیم کر دی لیکن اپنا یہ حال تھا کہ تقسیم کرتے وقت کرتے کو پیوند لگا رہی تھیں۔

ایک دفعہ روزہ سے تھیں ان کے بھانجے نے اسّی ہزار مالیت کی رقم بھیجی۔ وہ ہیں سب کی سب تقسیم کر دی شام کے وقت افطاری میں صرف روٹی اور زیتون کا تیل تھا۔ باندی نے کہا آج اتنی رقم آئی صرف ایک درہم (دو آنے) کا گوشت ہی منگوا لیا ہوتا فرمانے لگیں پہلے یاد دلا دیا ہوتا۔ اب کہنے سے کیا ہوتا ہے۔

ایک دفعہ بکری ذبح کر کے سب کی سب تقسیم کر دی صرف ایک ہاتھ باقی رہ گیا۔ حضورؐ تشریف لائے اور بکری کے متعلق پوچھا۔ عرض کیا سب صدقہ کر دی صرف یہی ہاتھ رہ گیا۔ حضورؐ فرمانے لگے یوں کہو کہ سب بچ گیا یہی نہیں بچا۔

فکر عاقبت: جناب عائشہؓ کو زاہدہ ہونے کے لحاظ سے از حد فکر آخرت دامنگیر رہتا۔ ایک دفعہ حضور تشریف لائے دیکھا تو رہی ہیں۔ دریافت فرمایا تو عرض کی کہ دوزخ کا خیال آگیا تھا اس لئے رو رہی ہوں۔

ایک دفعہ ان کے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ نے انہیں سخاوت و فیاضی پر ٹوکا۔ یہ بُرا مان گئیں اور نذر مان لی کہ ابن زبیرؓ سے کبھی نہ بولوں گی۔ عبداللہ بن زبیرؓ کو یہ سن کر افسوس ہوا اور انہوں نے دوسرے اصحاب سے سفارش کرائی ایسی آیات اور احادیث پڑھیں جن میں مومن سے نہ بولنے پر وعید آئی ہیں۔ یہ ان کو تاب میں نہ لا کر اپنے بھانجے سے بول پڑیں۔ قسم توڑنے کا کفارہ ایک غلام کو آزاد کرنا ہے۔ انہوں نے چالیس غلام آزاد کئے۔ یا رہا آزاد

کرتی تھیں اور روتی تھیں۔ کہ ایسا نہ ہو قسم توڑنے کی گرفت ہو جائے۔

امیر المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے مختصر سے احوال زندگی آپ بہنوں کے سامنے پیش کئے گئے ان اذکار خیر کا آپ لین مقصد یہی ہے کہ ہم اُن کے حالات کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں۔ بچپن۔ جوانی۔ زوجیت۔ بیوگی۔ اور بڑھاپے تک کے واقعات من وعن موجود ہیں۔ ضرورت صرف عمل کی ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ ہماری بہنوں کو حقیقی معنوں میں اُن کا متبع بنائے (آمین)

دار القضاۃ قبائل

بقیہ کرلوغہ شریف

(صـ۱۶ سے آگے)

کے قریب ہو ہی رہا تھا۔ کہ اُس کے منہ پر غائبانہ زوردار تھپڑ لگا جس سے اُسے سخت عبرت ہوئی اور ارادہ بد سے باز آیا۔ کرلوغہ پہنچ کر حضرت مرحوم کے ملاقاتیوں میں شامل ہو گیا۔ رات کو کسی وقت حضرت نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "میرے پاؤں میں کانٹا چبھ گیا ہے کسی صاحب کو کانٹا نکالنے میں مہارت ہو تو سامنے آئے" حاضرین میں سے تقریباً ہر ایک نے آگے آنے کی خواہش ظاہر کی۔ لیکن کسی کو بھی مرحوم نے اجازت نہ فرمائی۔ آخر وہ شخص خود اپنی باری پر شرمندگی سے سرنگوں حضرت کے سامنے آیا۔ مرحوم نے سخت غصے میں اُس سے کہا "تم کانٹا نکالنے میں بہت ماہر ہو" اُس نے بے حد مرعوب ہو کر دبی زبان سے عرض کی

"حضرت آپ کو اللہ تعالےٰ نے تھپڑ لگانے کی قوت بھی تو عطا فرمائی ہے"

مزار صاحب مبارکؒ:۔ آپ نے ۵ جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ میں وفات پائی۔ واللہ اعلم بالثواب۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ معتقدین کی ارادت و عقیدت کا کونسا پہلو کار فرما ہے کہ علماء اور صلحا کی وصیت کے خلاف اُن کے مزارات بصرف زر کثیر بڑے پُر تکلفانہ بنائے جاتے ہیں۔ یہی حال ہے مرحوم مغفور کے مزار کا۔ لیکن خداوند عالم کا فضل ہے کہ اس پاک بستی میں نور توحید کا اس قدر غلبہ ہے کہ پورے علاقہ میں شرک اور بدعت کا مکمل خاتمہ ہے۔ آپ کے مزار پر مستورات کا آنا بالکل بند ہے۔ آپ کا مزار مسجد کے صحن سے باہر ہے مزار کے سرہانے کسی عقیدت مند صاحب علم کا نتیجۂ فکر مندرجہ ذیل اشعار میں سنگ مرمر کی تختی پر یوں کندہ ہے ؎

آں مرشد باں کہ جہانش عیاں بود
در علم و زہد و ورع وصفا بے مثال بود
ہر صبح و شام سیل بہارش لسان ذکر
مسمار باب شرع عفیف الخیال بود
دائم باحتیاط و عزیمت تمام داشت
در عصر خویش اختر برج کمال بود
صاحب مبارک است بنقش پیش خاص عام
گویا بہ ذوق و شوق تطیب بلال بود
در پنجم جمادی الثانی پس از ہزار
سہ صد و چہل و نہ و شدہ باحق وصال بود

حاجی حافظ فضل حق صاحبؒ صاحب مبارکؒ کے چھ بیٹے تھے۔ (۱) فضل حق صاحب مرحوم (۲) قاضی عبد الحلیم صاحب (۳) صاحب زادہ عبد الجلیل صاحب (۴) صاحبزادہ فضل منان (۵) صاحبزادہ عبد الخالق حقانی (۶) صاحب زادہ عبد الحق صاحب مرحوم)

آپ کی وفات کے بعد آپ کے بڑے صاحب زادے حاجی حافظ فضل حق صاحب مرحوم مسند نشین ہوئے۔ آپ کا لقب گل آغا تھا۔ بڑے صاحب علم اور صاحب فضل و کمال تھے حسب سابق سب قبائلی خاندانوں (آفریدی، مہمند، وزیری، مسعود، صوافی، باجوڑی، بیزی، اورک زئی، بھٹنی، شیرانی بنگش، اُتمک زئی، یوسف زئی اور بے شمار دوسرے قبیلے) کے تمام چھوٹے بڑے تصفیوں کے آخری اور حتمی شرعی فیصلے آپ ہی فرماتے تھے۔ مرحوم ۱۱ ذوالحجہ سنہ ۱۳۷۱ھ مطابق ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۵۲ء کو اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے بڑے فرزند ارجمند (جن کا ذکر پہلے آچکا ہے) صاحب زادہ سلطان محمد صاحب گدی نشین ہوئے۔ اللہ تعالےٰ اُن کے علمی اور روحانی مراتب میں ترقی فرمائے۔ آمین۔

الٰہی

تاج افغان صاحب کرلوغہ را ۔۔۔ تربتش مرحوم داری ہر زمان
دار فرزندانِ او در فیض خویش ۔۔۔ تا کہ ایں فیض است بر اہل جہان

بقیہ استفتاء

(صـ۱۵ سے آگے)

نباہ سکتے ہیں۔ بنا ہیں لیکن اگر ان میں سے ایک جابرانہ طور پر اس کی خلاف ورزی کرنا چاہتا ہے تو قانون اس کو روک دے گا اور اس کو سزا دے گا اس بدکرداری کو روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو تعلیم دی اور آپ نے اس کو نافذ کر دیا۔ ایسے ہی مسلمانوں کا فرض ہو گا۔ کہ وہ اپنے ملک اور قوم کی اصلاح کے لئے ایسی مجالس قائم کریں جن میں صرف ارباب حل و عقد شریک ہوں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بخوبی واقف ہوں۔ اور اپنی اصابت رائے اور تجربہ سے قانون کی خلاف ورزیوں کی روک تھام کریں۔ اور مسلمانوں کو کتاب و سنت کی طرف لائیں۔ یہی آیات مجالس شوریٰ (اسمبلیوں) کی اصل واساس ہیں۔ جن کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی کہ وہ ان کے قیام کی کوشش کریں۔ (آمام برسر مطلب) اب سائل بہرے کچھ مفصل بیان سے اپنے مقصد کو سمجھا ہو گا۔ مقاصد نکاح کو احقر نے مختصراً عرض کر دیا اور وہ مقاصد سوائے شرعی نکاح کے ناجائز تعلقات سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے ہیں۔ اور نہ زوجین کہلانے کے لائق ہیں۔ نیز جو مسلمان عموماً میاں بیوی میں جھگڑے کے وقت جو غصہ میں آکر اپنی بیویوں کو ماں بہن کہہ لیتے ہیں۔ اس کے متعلق بھی احقر نے قرآن عزیز کی رو سے مفصل و مدلل روشنی ڈالی اور ضمناً اسمبلیوں کے متعلق بھی ان آیات میں جو اشارہ موجود ہے عرض کر دیا۔ اب پاکستان اسلامی جمہوری بن گیا ہے قوم کا فرض ہے کہ آئندہ مجالس شوریٰ (اسمبلیوں) کے لئے ان نمائندوں کو چن لیں۔ جو قرآن اور سنت رسولؐ اور اکابرین کے اقوال سے بخوبی واقف ہوں اگر قوم نے اب کے دفعہ غلطی کی اور اسلامی آئین سے واقف کار حضرات کو اپنے مجالس شوریٰ کے لئے نہیں چنا۔ تو یقیناً اس کے بعد قوم کی حالت گذشتہ آٹھ سال سے بھی بدتر ہو جائے گی۔

وما علینا الا البلاغ

بقیہ شذرات

(صـ۳ سے آگے)

اب حفاظتی کونسل کی طرف رجوع کرنے کے حق میں ہیں۔ اس کے نتائج کیا ہوں گے؟ ——

ہمارا خیال ہے یہ پہلے کی طرح بے نتیجہ ثابت ہو گا۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ حفاظتی کونسل میں اس مسئلہ کو زیر بحث لانے کے خلاف ہر ممکن کوشش کی جائے۔

ہمیں اُمید ہے کہ امن عالم کے ذمہ دار بین الاقوامی ادارے پاکستان اور کشمیر کے بارے میں اپنا مؤقف ظاہر کرنے میں دیر نہیں لگائیں گے۔ سیٹو کے شرکاء ممالک بینڈونگ کانفرنس کے مندوبین معاہدہ بغداد کے شرکاء حق و انصاف کا ساتھ دیں گے اور ہندوستان کی ناراضگی کے ڈر سے مہر بلب نہیں رہیں گے۔

(ایڈیٹر)

بچّوں کا صفحہ

نئے ارادے

از سید مشتاق حسین صاحب بخاری

عزیز بچو! تمہارے سالانہ امتحانات ختم ہو چکے ہیں اور اُن کے نتائج نکل چکے ہیں ہمیں امید ہے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے تم سب کامیاب ہو گئے ہو گے۔ اور تمہاری محنتوں اور تمہارے والدین کی قربانیوں کا صلہ مل چکا ہو گا۔ ہماری طرف سے تم سب کو مبارک باد ہو۔ مگر جو ناکامیاب ہوئے وہ دل شکن اور مایوس نہ ہوں۔ بلکہ اپنی گذشتہ کوتاہیوں اور خامیوں پر نظر ڈال کر دل و جان سے محنت کریں۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا کریں کہ کوششوں میں برکت دے۔ اور ایسی شاندار کامیابی عطا فرمائے جو پچھلی ناکامیابی کی بھی تلافی کر دے۔

عزیزو! گوشتہ ہفتہ تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ ہم صحیح معنوں میں آزاد ہیں اور اپنے ملک کو اسلامی ملک بنانے کا تہیّہ کر چکے ہیں۔ اسلامی ملک بنانے کے لئے اسلامی تعلیم کی ضرورت ہے۔ وہ لوگ جو طالب علمی کی سرحد پار کر چکے ہیں۔ دنیاوی دھندوں اور کاروباری الجھنوں میں پڑ چکے ہیں اس قابل نہیں کہ وہ خاطر خواہ طور پر تعلیم اسلامی سے بہرہ ور ہو سکیں۔ البتہ تم ابھی تعلیمی دور میں ہو تمہیں چاہئے کہ آئندہ آنے والی ذمّہ داری کو محسوس کرتے ہوئے صحیح اسلامی تعلیم سے خود کو روشناس کراؤ۔ ہو سکتا ہے کہ تمہاری درسگاہوں میں ایسی تعلیم کا پورا پورا بندوبست نہ ہو یا اسلامی تعلیم لازمی قرار نہ دی گئی ہو لیکن تمہیں یہ تعلیم کسی امتحان کے خوف سے حاصل کرنے کا ارادہ نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ اس لئے کہ تم ارادہ کر چکے ہو کہ تم اس ملک میں فقط سچے مسلمان ہی کی حیثیت سے زندگی بسر کرو گے۔ اپنے آپ میں نیک اور عمدہ خصلتوں کی عادت ڈالنی چاہئے اچھے اخلاق و اطوار ابھی سے اختیار کرنے چاہئیں۔

اسلامی تعلیم کے بعد تمہیں جسمانی تربیت کی بھی ضرورت ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ مسلمان کبھی بھی بزدل اور کمزور نہیں ہوا کرتا۔ وہ سوائے اللہ کے کسی سے نہیں ڈرا کرتا بلکہ سب اس سے خائف ہوتے ہیں۔ اسلام اور اسلامی ملک کے دشمنوں کو ڈرانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ مسلمان جسمانی طور پر مضبوط اور قوی ہو۔ اس کے علاوہ پیارے بچو! ہمارا ملک دشمنوں کے نرغے میں ہے۔ اس کی تمام سرحدوں کے اس پار اس کے دشمن سازشوں میں مصروف رہتے ہیں۔ اور کوئی نہ کوئی جھگڑا کئے رہتے ہیں۔ اس کے دشمنوں نے اس کے ایک علاقہ پر بھی تسلط جما رکھا ہے۔ اور اس کے دیگر جائز حقوق دینے سے بھی گریز کرتے رہتے ہیں۔ ان تمام باتوں کو مدّنظر رکھتے ہوئے تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم اپنی جسمانی تربیت بھی خاطر خواہ طریق سے کرو۔ آج کل مدرسوں میں کچھ اس قسم کی کھیلیں ایجاد ہو چکی ہیں جن میں جسمانی تربیت تو کم ہوتی ہے۔ لیکن دماغی دلچسپی زیادہ اور اُن کے کھیلنے کا سب سے بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مقابلہ جیتا جائے۔ مسلمان بچوں کی یہ شان نہیں ہونی چاہئے کہ وہ ایسی باتوں میں دلچسپی لیں۔ اس کا ہر کام اللہ کے لئے ہونا چاہئے ہمارے لئے جسمانی اور فوجی تربیت کی اس لئے ضرورت ہے کہ ہم پہ اللہ کی سرزمین کی حفاظت کا بار ہے۔ اور ہمیں دُنیا میں امن و امان قائم کرنا ہے۔ اور اقوام عالم کی صف میں ممتاز مقام حاصل کرنا ہے۔

عزیزو! نیا تعلیمی سال شروع ہو رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم اپنی نئی ذمّہ داریوں کا خیال کرتے ہوئے نئے جوش اور ارادوں کے ساتھ اپنا کام شروع کریں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے ارادوں میں برکت دے۔ اور ہمیں اس قابل بنائے کہ اُس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کر سکیں۔ اور اپنے بعد میں آنے والوں کے لئے اچھی اور قابل تقلید مثالیں چھوڑ جائیں۔

معذرت

ہمیں افسوس ہے کہ مؤرخہ ۳۰ر مارچ کے شمارہ میں جو نعت شائع ہوئی تھی۔ اس میں حضرت حافظ صاحب کا مکمل پتہ معلوم نہ ہونے کے باعث ایک عزیز کا نام لکھ دیا گیا تھا۔ اگر یہ سطور حافظ صاحب کی نظر سے گزریں۔ اور وہ ہمیں اپنا مکمل پتہ ارسال فرماویں تو آئندہ کسی شمارہ میں اس کے متعلق اعلان کر دیا جائے گا۔

(مدیر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

ہفت روزہ خبریں

ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

بدل اشتراک
چندہ سالانہ ...... للعہ
ششماہی ...... سے
فی پرچہ ...... چار آنے
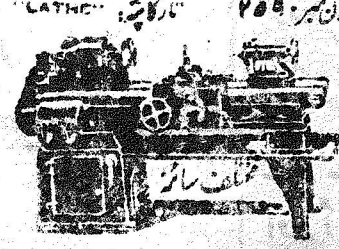
—— کراچی ۲۵ر مارچ۔ قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جمہوریہ کے صدر جنرل اسکندر مرزا نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان تمام ممالک سے دوستانہ تعلقات برقرار رکھنا چاہتا ہے اور وہ اپنی طاقت سے اپنی سالمیت کو برقرار رکھے گا۔

—— کراچی ۲۵ر مارچ۔ ترکیہ کے وزیر اعظم عدنان مندریس اور وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے کل رات مشترکہ بیان میں معاہدہ بغداد کے لئے اپنی غیر متزلزل حمایت کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ اسے مؤثر بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کریں گے

—— ملتان۔ ۲۵ر مارچ۔ وزیر خزانہ مسٹر امجد علی نے اعلان کیا کہ پاکستان میں عام انتخابات اگلے سال کے شروع میں ہوں گے۔

—— کراچی۔ ۲۶ر مارچ۔ وزیر خارجہ پاکستان مسٹر حمید الحق چودھری نے آج قومی اسمبلی میں خارجہ پالیسی پر بحث کا جواب دیتے ہوئے بھارت کو پیشکش کی کہ پہلے چھوٹے چھوٹے تنازعات طے کرلئے جائیں۔ تاکہ بڑے تنازعات سلجھانے کے لئے مناسب ماحول پیدا ہو سکے۔

—— کراچی۔ ۲۶ر مارچ۔ مرکزی وزیر خارجہ مسٹر حمید الحق چودھری نے آج شام قومی اسمبلی میں بتایا کہ حکومت پاکستان نے اس امر کی ضمانت کے لئے تمام ضروری اقدام کر دیئے ہیں کہ آئندہ بھارتی فوج یا پولیس کے لوگ پاکستانی علاقے میں داخل نہ ہو سکیں۔

—— لاہور۔ ۲۷ر مارچ۔ گورنر مغربی پاکستان نے نظر بندی کے قوانین میں اہم ترمیم کی غرض سے ایک آرڈیننس جاری کیا ہے۔ جس کے مطابق صوبائی حکومت کے لئے لازمی ہوگا۔ کہ وہ نظر بندی کے قوانین کے تحت گرفتار شدہ ہر شخص کا کیس مغربی پاکستان کی عدالت عالیہ کے سامنے پیش کرے۔

—— کراچی۔ ۲۷ر مارچ۔ مغربی پاکستان کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر خان صاحب نے اعلان کیا کہ انہیں اسمبلی میں اکثریت کی حمایت حاصل ہوگی۔

—— لاہور۔ ۲۷ر مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ لاہور کارپوریشن کے انتخابات ملتوی ہونے کا کوئی امکان نہیں اور وہ جون کے وسط میں ہوں گے۔ خیال ہے کہ ایک ہی دن میں سارے مختلف حلقوں میں انتخابات ختم ہو جائیں گے۔

—— کراچی۔ ۲۸ر مارچ۔ وزیر اعظم پاکستان نے اعلان کیا ہے کہ ڈاکٹر خان صاحب بدستور وزیر اعلیٰ رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مغربی پاکستان کے مسلم لیگی لیڈر خان صاحب کی قیادت پر متفق ہیں۔ اور صوبہ کے استحکام کے لئے ان کی خدمات اشد ضروری ہیں۔

—— کراچی۔ ۲۹ر مارچ۔ قومی اسمبلی نے ۵۷-۱۹۵۶ء کے مالی سال کا میزانیہ منظور کر لیا ہے۔

—— لاہور۔ ۳۰ر مارچ۔ وزیر خارجہ پاکستان مسٹر حمید الحق چودھری نے مسٹر نہرو کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اب ہمیں کشمیر کے مسئلہ کا حل تلاش کرنے کے لئے حفاظتی کونسل سے رجوع کرنا پڑے گا۔

—— کراچی ۳۰ر مارچ معلوم ہوا ہے کہ قومی اسمبلی عنقریب ایک بل پاس کرنے والی ہے جس کے تحت ارکان اسمبلی کو پانچ سو روپے ماہوار تنخواہ دی جائے گی

—— رباط۔ ۲۵ر مارچ۔ اب تک مراکش کے جو مجاہدین ریف کی پہاڑیوں میں فرانسیسی فوج کے خلاف نبرد آزما تھے۔ وہ اب مراکش کی قومی فوج میں شامل ہونے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔

—— الجزائر۔ ۲۵ر مارچ۔ فرانسیسی فوج نے کل وسطی الجزائر میں ۵۲ قوم پرستوں کو شہید کر دیا۔ فرانس کے تین فوجی مجروح ہوئے۔

—— تونس۔ ۲۶ر مارچ۔ نو دستور پارٹی نے عام انتخابات میں تونس کی پہلی پارلیمنٹ کی اٹھانوے کی اٹھانوے نشستیں جیت لی ہیں۔

—— نئی دہلی۔ ۲۷ر مارچ۔ دہلی میں روس کے نائب وزیر اعظم مسٹر کوریان نے کہا ہے کہ مارشل بلگانن اور مسٹر خروشچیف نے جو کچھ کہا ہے۔ انہیں ان نظریات سے اتفاق ہے۔

—— عمان۔ ۲۷ر مارچ۔ اردن کے وزیر اعظم مسٹر سمیر الرفاعی نے شاہ حسین سے اختلاف کی وجہ سے اپنی وزارت سے استعفیٰ دیدیا ہے۔

—— نئی دہلی۔ ۲۸ر مارچ۔ یونائیٹڈ پریس نے اطلاع دی ہے کہ ہولی کے موقع پر بھارت میں کئی جگہ مسلمانوں اور ہندوؤں میں تصادم ہوئے مسلمانوں پر رنگ دار پانی کئی شرانگیزوں کی طرف سے پھینکا گیا۔

—— نئی دہلی۔ ۲۹ر مارچ۔ بھارتی وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج لوک سبھا میں اعلان کیا کہ کشمیر میں رائے شماری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر قانونی اور آئینی طور پر بھارت سے الحاق کر چکا ہے۔ کشمیر سے حملہ آوروں کو نکالنا ہمارا فرض ہے۔

(پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ "خدام الدین" اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔)